عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت ۱۰ روپے

جلد:۳۱ | یکم تا ۷ محرم الحرام ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ نومبر ۲۰۱۲ء | شمارہ:۴۳

پاکی و صفائی

عصمت انبیاء علیہم السلام دلائل و براہین

اسلام میں عورت کا مقام و مرتبہ

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

خواب میں حضور ﷺ کی زیارت

عدنان قریشی، کراچی

س:...... کیا خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بزرگی اور حصول شفاعت کی دلیل ہے؟

ج:...... خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوجانا خوش نصیبی کی بات ہے، جس پر شکر ادا کرنا چاہئے مگر یہ بزرگی اور شفاعت کے حصول کی دلیل نہیں بن سکتی۔ اصل اتباع سنت ہے جو بزرگی اور شفاعت کے حصول کا سبب ہوسکتا ہے۔

حضرت حسینؓ اور یزید کے بارے میں اہل سنت کا موقف

ابوسفیان، بھکر

س:...... حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کے بارے میں جمہور اہل سنت کا مسلک اور ان کی حیثیت واضح کریں؟

ج:...... جمہور اہل سنت کے نزدیک حضرت حسین رضی اللہ عنہ حق پر تھے، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو باغی کہنے والے اہل سنت نہیں ہیں۔ یزید حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں حق پر نہیں تھا اور نہ ہی وہ تعظیم اور توصیف کے لائق ہے۔ جمہور اہل سنت کے نزدیک یزید کافر تو نہیں ہے، مگر فاسق ضرور ہے، چونکہ اس کا کفر کسی یقینی دلیل سے ثابت نہیں ہے، اس لئے اس پر لعنت کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

قادیانیوں سے میل جول رکھنا

س:...... میرا ایک سگا بھائی جو میرے ایک اور سگے بھائی کے ساتھ مجھ سے الگ اپنے آبائی مکان میں رہتا ہے' محلہ کے ایک قادیانی کے گھر والوں کی شادی غمی میں شریک ہوتا ہے۔ میرے منع کرنے کے باوجود وہ اس قادیانی خاندان سے تعلق چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوتا' میں اپنے بھائیوں میں سب سے بڑا ہوں اور کرائے کے مکان میں الگ رہتا ہوں۔ والد صاحب انتقال کرچکے ہیں۔ والدہ اور بہنیں میرے اس بھائی کے ساتھ رہتی ہیں۔ اب میرے سب سے چھوٹے بھائی کی شادی ہونے والی ہے۔ میرا اصرار ہے کہ وہ شادی میں اس قادیانی گھرانہ کو مدعو نہ کریں' لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسا نہیں کریں گے۔ اب سوال یہ ہے کہ مجھے شریعت اور اسلامی احکامات کی رو سے بھائیوں اور والدہ کو چھوڑنا ہوگا یا میں شادی میں شرکت کروں تو بہتر ہوگا؟ اس صورت حال میں جو بات شرعی اعتبار سے صائب ہو براہ کرم واضح کریں؟

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

ج:...... قادیانی مرتد اور زندیق ہیں اور ان کو اپنی تقریبات میں شریک کرنا دینی غیرت کے خلاف ہے۔ اگر آپ کے بھائی صاحبان اس قادیانی کو مدعو کریں تو آپ اس تقریب میں ہرگز شریک نہ ہوں، ورنہ آپ بھی قیامت کے دن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرم ہوں گے۔ واللہ اعلم۔

لاوارث لاش کا حکم

ابوعروہ غزالی، کراچی

س:...... اگر کسی جگہ سے عورت کی لاش ملے جس کے مذہب کے بارے میں علم نہ ہو تو کیسے معلوم ہوگا کہ یہ عورت مسلمان ہے یا غیر مسلم؟

ج:...... کسی عورت کی لاوارث لاش ملے اور کسی علامت وغیرہ سے معلوم نہ ہو کہ وہ مسلمان ہے یا کافر؟ تو جس علاقہ سے لاش ملی ہے، وہاں اگر مسلمانوں کی اکثریت ہے تو اس کو مسلمان سمجھا جائے اور باقاعدہ غسل وکفن دے کر اور نماز پڑھ کر دفن کیا جائے اور اگر وہاں غیر مسلموں کی اکثریت ہے تو اس کے ساتھ غیر مسلموں کا سا معاملہ کیا جائے۔

☆☆......☆☆

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
کراچی

جلد:۳۱ یکم تا ۷ محرم الحرام ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ نومبر ۲۰۱۲ء شمارہ:۴۳

مجلسِ ادارت
مولانا سید سلیمان یوسف بنوری صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد
امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

ملکی و غیر ملکی حالات کیا رخ اختیار کر رہے ہیں؟	۵	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
عصمت انبیاء علیہم السلام... دلائل و براہین (۱)	۷	مدرار اللہ نقشبندی
جامع القرآن سیدنا عثمان بن عفانؓ (۲)	۱۰	محمد شاہد تھانوی
پاکی اور صفائی	۱۳	مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کے چودہ دلائل (۲)	۱۷	مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
اسلام میں عورت کا مرتبہ و مقام	۲۰	مسز تسنیم کوثر
قادیانی تاویلات کے گورکھ دھندے	۲۲	مولانا قاضی احسان احمد
مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ	۲۳	مولانا خدا بخش
مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت اور اس کا انجام	۲۶	مولانا قاضی احسان احمد

زر تعاون بیرون ملک
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے
چیک - ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

دنیا سے بے رغبتی

نیکی اور بدی کا بیان

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

"حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور بدی کے بارے میں دریافت کیا (اور دُوسری روایت میں ہے کہ یہ سوال انہوں نے خود کیا تھا کہ نیکی کیا ہے اور بدی کیا ہے؟) پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے، اور بدی وہ چیز ہے جو تیرے دل میں کھٹک پیدا کرے اور تجھے یہ بات ناپسند ہو کہ لوگ اس پر مطلع ہوں۔" (ترمذی ج:۲ ص:۶۲)

یہ حدیث پاک جامع کلمات میں سے ہے، جس کے مختصر الفاظ میں دریائے معانی بند ہے۔

حدیثِ پاک کے پہلے جملے یعنی "نیکی حسن اخلاق کا نام ہے" کا مطلب سمجھنے کے لئے پہلے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ خالق و مخلوق کے معاملات کو خوش اُسلوبی کے ساتھ نبھانے کا نام "حسنِ اخلاق" یا "خوش خلقی" ہے، شرح اس کی یہ ہے کہ کسی شخص کے ساتھ ہمارے معاملے کی تین صورتیں ہوسکتی ہیں:

ایک یہ کہ نیکی کا بدلہ بُرائی کے ساتھ دیا جائے، یہ "کمینگی اور بدخلقی" ہے۔

دوم یہ کہ نیکی کا بدلہ نیکی کے ساتھ دیا جائے، یہ کمال نہیں بلکہ یہ محض قرض ادا کرنا ہے، چنانچہ ایک حدیث میں ہے:

"لَیْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُکَافِیْ وَلٰکِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِیْ اِذَا قَطَعَتْ رَحِمُہٗ وَصَلَہَا۔" (مشکوٰۃ ص:۴۱۹)

ترجمہ:... "صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں جو باری کا بدلہ اُتارے، بلکہ صلہ رحمی کرنے والا تو وہ ہے کہ جب اس سے قطع رحمی کی جائے وہ تب بھی صلہ رحمی کرے۔"

سوم یہ کہ بُرائی کا بدلہ اچھائی سے دیا جائے، اس کا نام "خوش خلقی" ہے، اور اعلیٰ درجے کا کمال ہے، دُوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ خوش خلقی اس کا نام ہے کہ دُوسروں کے جو حقوق اپنے ذمے لازم ہیں ان کو پورے طور پر ادا کیا جائے، اور اپنے حقوق جو دُوسروں کے ذمے لازم ہیں ان کا مطالبہ نہ کیا جائے، ظاہر ہے کہ جس شخص کا معاملہ مخلوق کے ساتھ ایسا ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے میں کس طرح کوتاہی کرسکتا ہے؟ جبکہ بندہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کے انعامات و احسانات میں ہر لحظہ سرتاپا غرق ہے، پس خالق یا مخلوق میں سے کسی کے حقوق ادا کرنے میں کوتاہی کرنا حسنِ اخلاق کے منافی ہے، اس مختصری وضاحت سے واضح ہوجاتا ہے کہ حدیثِ پاک کا یہ چھوٹا سا جملہ "اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ" پورے دین پر حاوی ہے۔

حدیثِ پاک کا دُوسرا جملہ ہے کہ: "گناہ وہ چیز ہے جو تمہارے دل میں کھٹک پیدا کرے اور تمہیں لوگوں کا اس پر مطلع ہونا ناگوار ہو" شرح اس کی یہ ہے کہ بعض چیزوں کی اچھائی یا بُرائی تو بالکل کھلی ہوئی ہوتی ہے، اور ان کی اچھائی یا بُرائی میں آدمی کو کوئی تردّد نہیں ہوتا، مثلاً: اس بارے میں بھی دو رائیں نہیں ہوسکتیں کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، والدین کی خدمت گزاری اور صلہ رحمی وغیرہ اچھے کام ہیں۔ اسی طرح یہ بھی ہر ذی فہم جانتا ہے کہ ظلم و ستم، بے ایمانی و بددیانتی اور شراب نوشی و رشوت ستانی وغیرہ گندے اور بُرے کام ہیں۔ لیکن بعض اُمور ایسے پیش آجاتے ہیں جن میں آدمی کو اشتباہ اور خلجان ہوجاتا ہے اور وہ فیصلہ نہیں کرپاتا کہ میں جو کچھ کررہا ہوں یا کرنا چاہتا ہوں، یہ صحیح ہے یا غلط؟ اور اچھا کام ہے یا بُرا؟ پس ایسا کام جس کے جواز و عدمِ جواز میں آدمی کو شک و تردّد ہو، وہ اس کو کرتے ہوئے دل میں کھٹک اور چبھن محسوس کرے، اور یہ چاہے کہ لوگ اس پر مطلع نہ ہوں، یہ اس اَمر کی علامت ہے کہ یہ کام اچھا نہیں، چنانچہ ایک حدیث میں ارشاد ہے:

"دَعْ مَا یُرِیْبُکَ اِلٰی مَا لَا یُرِیْبُکَ"

ترجمہ:... "جو چیز تمہارے دل میں کھٹک پیدا کرے اس کو چھوڑ کر وہ پہلو اختیار کرو جس میں کھٹک نہ ہو۔"

ایک اور حدیث میں ہے:

"اَلْبِرُّ مَا سَکَنَتْ اِلَیْہِ النَّفْسُ وَاطْمَأَنَّ اِلَیْہِ الْقَلْبُ، وَالْاِثْمُ مَا لَمْ تَسْکُنْ اِلَیْہِ النَّفْسُ وَلَمْ یَطْمَئِنَّ اِلَیْہِ الْقَلْبُ وَاِنْ اَفْتَاکَ الْمُفْتُوْنَ۔"

ترجمہ:... "نیکی وہ ہے جس پر تمہارا ضمیر پُرسکون اور دل مطمئن ہو، اور گناہ وہ ہے جس میں نہ تمہارا ضمیر پُرسکون ہو اور نہ قلب مطمئن ہو، اگرچہ مفتی حضرات تمہیں اس کے جواز ہی کا فتویٰ دیں۔"

مگر یہ خوب یاد رہنا چاہئے کہ یہ ارشادِ نبوی ان حضرات کے حق میں ہے جن کا ضمیر زندہ اور جن کا قلب نورِ ایمان سے روشن ہو، ان کا قلب کسی مشتبہ چیز کو قبول نہیں کرتا، بلکہ جب کسی چیز میں ذرا بھی اشتباہ ہو فوراً ان کے دل میں کھٹک پیدا ہوجاتی ہے۔ لیکن ایسے لوگ جن کا ضمیر محرمات کے ارتکاب میں بھی کوئی کھٹک محسوس نہیں کرتا، اور جن کے قلوب معاصی و بدعات کے خوگر ہوگئے ہیں ان کے حق میں دل کے مفتی کا فتویٰ معتبر نہیں اور نہ ان کے ضمیر کے مطمئن ہونے کا اعتبار ہے۔ ☆

اداریہ

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

ملکی وغیر ملکی حالات کیا رخ اختیار کر رہے ہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امریکا کے ایک جنونی اور پاگل، انتہاء پسند، ملعون زمانہ، پادری ٹیری جونز نے ۹/۱۱ کی دسویں سالگرہ پر گزشتہ سال قرآن مجید کو نذر آتش کیا۔ مسلمانوں کے احتجاج پر امریکا نے معذرت کے چند کلمات کہے اور معاملہ ختم ہوگیا۔ اب کہ ۹/۱۱ کی گیارھویں سالگرہ ستمبر ۲۰۱۲ء کو اسی ملعون پادری اور اس کے معاونین کی ایک ٹیم نے ایک سو مختلف یہودی کمپنیوں کی مالی معاونت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت پر مبنی فلم تیار کی۔ اس خبر کے آتے ہی پوری دنیا کے مسلمان زیر پا آتش ہوگئے۔ اسلامی ممالک کی تنظیم او آئی سی کا اجلاس ہوا۔ ایک قرارداد منظور کی۔ سعودی عرب کے فرمانروا نے اس موقعہ پر اقوام متحدہ سے انبیاء علیہم السلام کی عزت وناموس کے تحفظ کا پوری دنیا کے لئے قانون بنانے کا مطالبہ کیا۔ حکومت پاکستان نے ۲۱ر ستمبر کو تعطیل عام کا اعلان کیا اور اس دن کو ''یوم عشق رسول'' کے طور پر منانے کی عوام سے اپیل کی۔ اس دن کراچی سے خیبر، منوڑہ سے اکوڑہ، قلات سے سوات، ساحل مکران سے سرحد افغانستان تک پورے پاکستان میں ہر جماعت، ہر ادارہ، ہر انجمن، ہر مسجد بلکہ ہر گھر کا ہر ایک مسلمان سراپا احتجاج بنا ہوا تھا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت پورے ملک میں احتجاج ہوا۔ جلوس نکالے گئے۔ لاہور میں جمعیت علمائے اسلام پاکستان اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت مشترکہ فقید المثال ریلی کا اہتمام کیا گیا۔ لیبیا میں امریکی سفارت خانہ خاکستر کردیا گیا اور امریکی سفیر کو بمع اس کے دیگر عملہ کے موقع پر ہلاک کردیا گیا۔

بعض دیگر ممالک میں بھی امریکی سفارت خانوں کو نشانہ بنایا گیا۔ ''قدرت نے اسلام کی فطرت میں لچک رکھی ہے۔ اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دباؤ گے۔'' زمینی حالات وواقعات یہ ہیں کہ ہر مسلمان کا دل امریکی پادری کی ملعونانہ حرکت، امریکا کی ملعونانہ اسلام دشمن پالیسی پر زخمی ہے۔ خون کے آنسو روئے جارہے ہیں۔ کئی ہفتے گزرنے کے باوجود اب بھی دنیا بھر میں احتجاج کا سلسلہ جاری ہے۔

اس سلسلہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین حضرات کا ملتان میں اجلاس ہوا۔ ''تحریک تحفظ ناموس رسالت'' کے پلیٹ فارم کو فعال بنانے کا فیصلہ ہوا۔ تحریک تحفظ ناموس رسالت کے صدر جناب مولانا ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر صاحب سے درخواست کی گئی۔ انہوں نے سٹیرنگ کمیٹی کا

لاہور میں ۲/اکتوبر کو اجلاس طلب کیا۔ دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث، شیعہ مکاتب فکر کی تمام مذہبی وسیاسی جماعتیں جو اس تحریک تحفظ ناموس رسالت کے پلیٹ فارم پر جمع ہیں۔ ان کے سرکردہ مرکزی قائدین شریک ہوئے۔ اسلام آباد میں اسلامی ممالک کے سفراء اور حکومت پاکستان سے مل کر اقوام متحدہ سے قانون منظور کرانے کی جدوجہد کو پروان چڑھایا جائے گا۔ ۵/اکتوبر کو یوم مذمت منایا گیا۔ ۱۲/اکتوبر کو یوم احتجاج منایا جائے گا۔

اسی طرح ۲۶/ستمبر کو اسلام آباد میں قومی مجلس مشاورت کا اجلاس ہوا۔ تمام مذہبی وسیاسی جماعتیں اکٹھی ہوئیں۔ وہ کیا منظر تھا کہ ۲۶/ستمبر کو صبح سے شام تک اہل سنت کے سربراہ مولانا محمد احمد لدھیانوی، مولانا شمس الرحمن معاویہ اور شیعہ مکتب فکر کے رہنماؤں جناب آغا مرتضیٰ پویا، جناب مولانا علی غضنفر کراروی اور سید نوبہار شاہ کے ساتھ ایک میز پر محو مشاورت رہے۔ اس موقعہ پر مولانا محمد احمد لدھیانوی نے فرمایا کہ: ''اس پررونق محفل کا میں بھی داعی ہوں'' یہ اور بہت سارے مناظر ایسے دیکھے گئے کہ چنیوٹ میں مولانا محمد الیاس چنیوٹی اور دیگر دینی قائدین کے ساتھ شیعہ حضرات نے ہاتھوں کی زنجیر بنا کر شیعہ سنی بھائی بھائی کے نعرے لگوائے۔ پنڈی بھٹیاں چوک میں اہل سنت کے نمائندگان کے بعد بلافصل شیعہ رہنماؤں کا بیان ہوا۔ سیالکوٹ میں سنی قیادت کے ساتھ شیعہ حضرات کے چھ علماء وذاکرین بمع پنجہ وعلم کے سٹیج پر شانہ بشانہ براجمان رہے۔

امریکہ کے ملعون پادری کی ملعونانہ جرأت نے آگ اور پانی کو ایک کردیا۔ ان حالات وواقعات کو دیکھ کر اندرونی وبیرونی صورت حال کے پیش نظر کوئی رائے قائم کرنے سے قبل یہ تازہ خبریں بھی پیش نظر ہیں کہ:

۱۸/اکتوبر کو متحدہ مجلس عمل بحال ہورہی ہے۔ لیکن شنید یہ ہے کہ اس متحدہ مجلس عمل میں جماعت اسلامی شریک نہیں ہوگی۔

اگر ایسے ہوا تو اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ جماعت اسلامی دفاع پاکستان کونسل میں شامل مذہبی جماعتوں پر مشتمل اتحاد کو متحدہ مجلس عمل کے مقابلہ میں اتاردے گی۔ جبکہ ۵/اکتوبر جمعہ کو اسلام آباد کے ایک اجلاس میں اخباری رپورٹ کے مطابق یہ اعلان کیا گیا کہ ہم اپنے نمائندے ہر جگہ کھڑے کریں گے۔ دو اتحاد بن جائیں اور ایک دوسرے کے مقابل آن کھڑے ہوں یا ایک مسلک کے دو امیدوار مدمقابل ہوں۔ ان دونوں صورتوں میں مذہبی قوتوں کو شکست سے دوچار کرنے کے لئے مزید کسی دشمن کی ضرورت نہیں ہوگی۔

حالات زمانہ بڑی تیزی سے بدل رہے ہیں۔ آئندہ کیا ہوگا۔ اللہ رب العزت خیر وبرکت کا معاملہ فرمائیں۔ ہماری مظلومیت پر ترس فرمائیں۔ ہماری سیاسی قیادت یا قیادت کے مدعیان حالات کا تجزیہ فرمائیں۔ ہم سے روز گنا زیادہ وہ حالات کا صحیح تجزیہ کرتے ہوں گے یا کرسکتے ہیں۔ ہمیں تو جو منظر آرہا ہے وہ بہت ہی باعث تعجب اور پریشانی ہے۔ ایجنسیاں اپنا کھیل کھیلیں گی اور جب کھیل کا فیصلہ ہوگا تو دونوں طرف ہم چاروں شانے چت پڑے ہوں گے۔

اللہ رب العزت کی ذات گواہ ہے کہ ان سطور سے کسی کی طرف داری یا مخالفت مقصود نہیں۔ معمولی نظر سے جو منظر اندھے کو بھی نظر آرہا ہے اس پر چپ رہنا کبوتر کا بلی کو دیکھ کر آنکھیں موندھ لینے کے مترادف ہے۔ دعا ہے کہ تماشہ دیکھنے والے کہیں خود تماشہ نہ بن جائیں۔ کلکم راع وکل مسؤل عن رعیته! اے کاش! کہ ہمارا دل ودماغ، زبان وسوچ ایک ہوجائیں۔ آمین • بحرمة النبی الکریم!

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد وآله واصحابه اجمعین

عصمت انبیاء علیہم السلام

دلائل وبراہین

مرسلہ: مولوی محمد شفیق الرحمٰن جلال پوری
مولانا مدرار اللہ نقشبندی، مردان

اسلام کے اصولی مسائل اور ضروریات دین میں سے ایک مسئلہ انبیاء علیہم السلام کی عصمت اور ان کی تعظیم وتوقیر اور ادب واحترام کا ہے جس کی اساس پر اسلام کی پوری عمارت قائم ہے۔ عصمت انبیاء کا مسئلہ پوری امت مسلمہ کا ایک طے شدہ مسئلہ اور متفقہ عقیدہ ہے۔

اہل سنت والجماعت اور علمائے امت کا اس پر اجماع ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام نبوت سے پہلے اور نبوت کے بعد، خواہ قصداً ہو یا سہواً، کبائر وصغائر، یعنی ہر قسم کے چھوٹے بڑے گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسی پاکیزہ جبلت اور فطرت سلیمہ پر پیدا کیا ہے کہ بشر ہونے کے باوجود ان کے قوائے بشریہ قوائے ملکیہ کے تابع ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی رحمت خاص سے ایسی عصمت وحفاظت عطا فرمائی ہے کہ ان سے معاصی کا صدور ناممکن ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد وحید یہ ہے کہ وہ اپنی پاکیزہ زندگی کو انسانوں کے لئے رشد وہدایت کا ایک قابل تقلید نمونہ بنائیں اور ان کا اخلاقی کردار اتنا بلند ہو کہ کوئی دوسرا انسان خواہ وہ کتنا ہی نیک اور متقی کیوں نہ ہو اس مقام بلند تک نہ پہنچ سکے۔ انبیاء علیہم السلام کی نبوت ورسالت کا تقاضا ہی یہ ہے کہ وہ اپنی عملی زندگی اور اپنے ارادے میں ہر قسم کے گناہوں سے پاک اور ہر قسم کی نافرمانیوں سے معصوم ہوں تاکہ مخلوق خدا کو اللہ تعالیٰ کے پیغامات پہنچانے میں کوئی کمی بیشی نہ کریں اور اللہ کی نیابت کے فرائض صحیح معنوں میں بلا کم وکاست ادا کرسکیں۔

اگرچہ انبیاء علیہم السلام دوسرے انسانوں کی طرح بشریت کے تقاضوں مثلاً کھانے پینے، سونے جاگنے، اور اہل وعیال سے وابستہ ہوتے ہیں، لیکن بایں ہمہ ان کے نفوس طیبہ ہر قسم کی نیکیوں کا سرچشمہ ہیں اور وہ خدا کی طرف سے خلق اللہ کے لئے ہادی، مرشد، مصلح اور خدا کے نائبین کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس لئے عمل اور ارادے میں ان سے ہر قسم کی بدی اور گناہ کے ظہور کو ناممکن اور محال قرار دیا گیا ہے، تاکہ ان کا ہر ارادہ، ہر عمل اور ہر قول غرض ہر حرکت وسکون بنی نوع انسان کے لئے قابل اقتداء اور اسوۂ حسنہ بن سکے۔

عصمت انبیاء پر دلائل

امام عبدالوہاب شعرانیؒ فرماتے ہیں کہ:

"عصمة الانبياء عليهم السلام من كل حركة او سكون او قول او فعل ينقص مقامهم الأكمل"

ترجمہ: "انبیاء علیہم السلام ہر ایسی حرکت، سکون، قول اور فعل سے معصوم ہیں جو ان کے مقام اکمل میں نقص پیدا کرتا ہو۔"

امام جلال الدین سیوطیؒ لکھتے ہیں:

"والمختار: المنع لانا مامورون بالاقتداء لهم في كل ما يصدر منهم من قول او فعل فكيف يقع منهم مالا ينبغي ويؤمر بالاقتداء."

"انبیاء علیہم السلام سے ہر قسم کے صغائر کا صدور منع ہے کیونکہ ان سے صادر ہونے والے ہر قول اور فعل میں ہمیں ان کی اقتدا کا حکم دیا گیا ہے، لہٰذا ان سے ایک نامناسب فعل کس طرح صادر ہوسکتا ہے اور پھر اس کی پیروی پر ہم مامور بھی ہوں۔"

اور قاضی عیاضؒ نے "شفاء" میں لکھا ہے:

"وقد استدل بعض الأئمة على عصمتهم من الصغائر بالمصير إلى امتثال أفعالهم واتباع آثارهم وسيرهم مطلقاً، وجمهور الفقهاء من أصحاب مالك والشافعي وأبي حنيفة."

ترجمہ: "اور تحقیق بعض ائمہ نے صغائر سے انبیاء علیہم السلام کے معصوم ہونے پر یہ دلیل پکڑی ہے کہ ان کے افعال، آثار اور سیرت واخلاق کی مطلقاً پیروی لازم ہے اور امام مالک، امام شافعی اور امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ کے اصحاب میں سے جمہور فقہاء کا مسلک یہی ہے۔"

اگر انبیاء علیہم السلام سے بھی نائبین خدا اور لوگوں کے مقتدا ہونے کے باوجود کوئی کام اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف (خواہ گناہ صغیرہ ہو یا کبیرہ) صادر ہوسکے تو انبیاء علیہم السلام کے اقوال وافعال سے اعتماد اٹھ جائے گا اور وہ معاذ اللہ قابل اتباع اور

قابل اقتدا نہیں رہیں گے۔ جب انبیاء علیہم السلام پر ہی اعتماد نہ رہے تو دین کا کیا ٹھکانا ہے!

لغت عربی میں عصمت کے معنی امساک یعنی بندش اور روکنے کے ہیں مگر اصطلاحی اور شرعی اعتبار سے اس کے مفہوم میں دو چیزیں شامل ہیں:

(الف) یہ کہ انبیاء علیہم السلام فطرت سلیمہ اور جبلت نفیسہ ومطہرہ پر پیدا ہوئے۔ جس علیم وحکیم نے انہیں اپنے بندوں کی رہنمائی کے لئے منتخب فرمایا، اسی نے ان کے قوائے بشریہ کو قوائے ملکیہ کے تابع کر دیا تھا جس سے ان کا نفس ان کو بے جا خواہشوں اور خدا کی نافرمانی کی طرف ابھار سکتا تھا، نہ بشریت کے ظلمات ان پر غالب آ سکتے تھے۔ انہیں اپنی قوت نظریہ اور قوت عملیہ دونوں میں عصمت حاصل تھی۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان کی بشری قوتیں سلب کر لی گئی تھیں اور انہیں معاصی پر سرے سے قدرت حاصل ہی نہیں تھی، بلکہ قدرت کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان کے طبائع میں ایک ایسا ملکہ ودیعت فرمایا تھا جس کی بدولت وہ معاصی سے کلی طور پر مجتنب رہتے تھے۔

علامہ عبدالحکیم سیالکوٹیؒ اس مقصد کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"واما تعریفها الحقیقی علی ما ذکرہ فی شرح المقاصد فهو: انها ملکة اجتناب المعاصی مع التمکن منها."

"اور عصمت کی حقیقی تعریف یہ ہے جیسا کہ شرح مقاصد میں ذکر کیا گیا ہے کہ عصمت ایک ایسا ملکہ ہے جو پیغمبر کو قدرت کے باوجود معاصی سے روکتا ہے۔"

(ب) عصمت کے مفہوم میں دوسری چیز یہ شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی نے معاصی سے ان کی عصمت اور حفاظت فرمائی ہے۔

عصمت کے اس دوسرے مفہوم کو امام راغب اصفہانیؒ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"وعصمة الأنبیاء حفظهم ایاهم اولاً بما خصهم به من صفا الجوهر، ثم اولاهم من الفضائل الجسمیة والنفسیة، ثم بالنصرة وبتثبیت اقدامهم، ثم بانزال السکینة علیهم وبحفظ قلوبهم وبالتوفیق."

ترجمہ: "انبیاء کی عصمت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرماتا ہے، بایں طور کہ انہیں جوہر پاکیزہ عطا فرمایا، پھر انہیں جسمانی اور بدنی فضیلتوں اور نفاستوں سے سرفراز فرمایا، پھر اپنی نصرت سے انہیں ثابت قدم کیا، پھر ان پر اپنا سکینہ نازل فرمایا اور ان کے دلوں کی حفاظت کی اور اپنی توفیق ان کے شامل حال فرمائی۔"

یہ عصمت ایسی نعمت الٰہی ہے جو دائمی اور لوازم نبوت سے ہے، جو کسی حال میں بھی انبیاء علیہم السلام سے جدا نہیں ہو سکتی خواہ تھوڑی دیر کے لئے کیوں نہ ہو۔ ورنہ پھر ماننا پڑے گا کہ اس تھوڑی دیر کے لئے ان سے نبوت بھی جدا ہو گئی، جبکہ اس کا کوئی قائل نہیں کہ لازم تو جدا ہو جائے اور ملزوم برقرار رہے: "انتفاء اللازم یستلزم انتفا الملزوم" یعنی لازم کا منتفی ہونا ملزوم کے منتفی ہونے کو مستلزم ہے۔ اور جب ہم یہ مانتے ہیں کہ نبوت انبیاء علیہم السلام سے کسی حال میں بھی جدا نہیں ہو سکتی تو ماننا پڑے گا کہ ان سے عصمت بھی جدا نہیں ہو سکتی۔ "ثبوت الملزوم یستلزم ثبوت اللازم" یعنی ملزوم کا ثبوت لازم کے ثبوت کو مستلزم ہے۔ علامہ محمد بن سلیمان الحلبیؒ لکھتے ہیں:

"وکذا عن الانعزال ای الانخلاع عن النبوة لانه یکون نقصاً فی حقهم وهم مبرون عنه، وقد امنهم اللّٰہ بفضله"

ترجمہ: "اور انبیاء علیہم السلام نبوت سے معزول نہیں ہوتے کیونکہ نبوت سے معزول ہونا ان کے حق میں نقص ہے اور وہ نقص سے پاک ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے انعزال نبوت اور نقائص سے امن میں رکھا ہے۔"

علمائے اہل سنت کی ان تصریحات سے اس قول کا بطلان ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم السلام سے تھوڑی دیر کے لئے عصمت اور حفاظت الٰہی اٹھ سکتی ہے۔

عصیان اور معصیت کی تعریف

مسئلہ عصمت کے سلسلے میں یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ عصیان، معصیت، گناہ کبیرہ، گناہ صغیرہ اور زلت کی تعریف اور حقیقت کیا ہے؟ علامہ حلبیؒ عصیان کی تعریف لکھتے ہیں:

"العصیان اتیان الذنب عمداً."

ترجمہ: "عصیان اس گناہ کو کہتے ہیں جو قصداً کیا جائے۔"

اور عاصی کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

"والعاصي من اتی الکبائر عمداً طائعاً."

ترجمہ: "اور عاصی اس کو کہتے ہیں جو قصد ورغبت کے ساتھ گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرے۔"

ان تعریفات سے معلوم ہوا کہ جو گناہ کبیرہ قصد وارادے اور رغبت کے بغیر صادر ہو جائے اس پر سرے سے گناہ کا اطلاق ہو ہی نہیں سکتا اور نہ اس کے مرتکب کو عاصی یعنی گنہگار کہہ سکتے ہیں۔ نیز گناہ کبیرہ کے مرتکب کے لئے جو سزا مقرر ہے وہ اس سے مستثنیٰ ہوگا۔ مثلاً ماہ رمضان میں قصداً روزہ توڑنا گناہ کبیرہ ہے اور اس سے کفارہ یعنی ساٹھ روزے

پے در پے رکھنا لازم آتا ہے، اور روزے کی قضا بھی۔ لیکن اگر قصد و نیت کے بغیر سہو ونسیان سے روزہ کھایا تو اس سے نہ روزے کی قضا لازم آتی ہے نہ کفارہ کیونکہ سہو ونسیان سے روزہ توڑنا گناہ کبیرہ تو کجا گناہ صغیرہ بھی نہیں، اور اس صورت میں روزہ توڑنے والا نہ گنہگار ہے نہ قابل مواخذہ۔ اسی طرح ناحق قتل گناہ کبیرہ اور قصاص کو واجب کرتا ہے لیکن قتل خطا میں قاتل سے قصاص معاف ہے البتہ دیت دینا لازم آتا ہے۔ اور اس میں کچھ مصالح ہیں جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ جب گناہ کبیرہ کا یہ حال ہے تو گناہ صغیرہ کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جبکہ قصد و ارادے کے بغیر صادر ہو جائے۔

معصیت اور عصیان کا مطلب ایک ہے۔ تاہم علماء اصول نے معصیت کی جو تعریف کی ہے وہ بھی سنئے۔ صاحب ''تلویح'' معصیت کی تعریف میں لکھتے ہیں:

''اما المعصية حقيقة فهي حرام يقصد إلى نفسه مع العلم بحرمته.''

ترجمہ: ''اور معصیت کی حقیقت یہ ہے کہ ایک فعل حرام کو اس کی حرمت معلوم ہونے کے باوجود قصد کے ساتھ کیا جائے۔''

صاحب ''تلویح'' نے فعل حرام کے ساتھ قصد کے علاوہ ایک اور قید بھی لگائی اور وہ یہ کہ اس فعل کی حرمت کا علم بھی ہو۔

کبیرہ سے ملا علی قاریؒ کی تصریح کے مطابق بقول ابن سیرینؒ وہ گناہ مراد ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے نہی اور ممانعت فرمائی ہو، اور حسن بصریؒ سعید بن جبیرؒ اور ضحاکؒ کہتے ہیں کہ قرآن میں جو گناہ وعید کے ساتھ ذکر ہوا ہے وہی کبیرہ ہے۔ ملا علی قاریؒ آگے لکھتے ہیں کہ ترک فرض اور ترک واجب بھی گناہ کبیرہ ہے جب کہ عذر کے بغیر صادر ہو جائے اگر چہ یہ ترک ایک دفعہ کیوں نہ ہو، اور حرام کا ارتکاب بھی گناہ کبیرہ ہے۔

اور گناہ صغیرہ وہ ہے جس کا ذکر قرآن میں نہی اور وعید کے ساتھ نہ آیا ہو۔ ملا علی قاریؒ نے شرح فقہ اکبر میں جن کبیرہ گناہوں کے نام لئے ہیں وہ یہ ہیں: ناحق قتل کرنا، زنا، لواطت، چوری، پاک دامن عورت پر زنا کا بہتان لگانا، سحر (جادو)، کفار کو جنگ کے دوران پیٹھ دکھانا، چغل خوری، سود، یتیم کا مال کھانا، لوگوں پر ظلم کرنا، زمین میں فساد پھیلانا، (رہزنی ڈکیتی) وغیرہ۔

ملا علی قاریؒ کبیرہ گناہوں کی مذکورہ تفصیل دینے کے بعد لکھتے ہیں کہ:

''ثم هذه العصمة ثابتة للأنبياء قبل النبوة وبعدها.''

ترجمہ: ''نبوت سے پہلے اور نبوت کے بعد ان گناہوں سے انبیاء علیہم السلام کو عصمت حاصل ہے''۔

اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام نبوت سے پہلے بھی وصف نبوت سے متصف ہوتے ہیں جس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہوتا ہے۔ وہ اس وقت بھی اپنے کردار میں، گفتار میں، معاملات میں اور سیرت و اخلاق میں اتنے بلند درجے پر ہوتے ہیں کہ لوگ ان کو ولی سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ابو شکور سالمی ''تمہید'' میں لکھتے ہیں کہ:

''لان النبي قبل الوحي وقبل ظهور النبوة يكون عند الناس ولياً، وإن كان نبياً عند الله تعالى، ويجوز اثبات الكرامة له قبل ظهور النبوة، كما لنبينا محمد عليه الصلاة والسلام، وكان لإبراهيم وموسى وعيسى وغيرهم من الأنبياء عليهم الصلاة والسلام قبل ظهور الوحي والنبوة.''

''نبی وحی اور ظہور نبوت سے پہلے لوگوں کے نزدیک ولی ہوتا ہے، اگر چہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نبی ہوتا ہے، اور اس کے لئے نبوت کے ظہور سے پہلے کرامت کا اثبات جائز ہے۔ جیسا کہ ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قبل از نبوت کرامت ثابت ہے۔ اور حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ (وغیرہ) انبیاء علیہم السلام کے لئے بھی نبوت کے ظہور سے پہلے کرامت ثابت ہے۔''

علامہ شبیر احمد عثانی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ قصص کی آیت ۱۵ کی تشریح کرتے ہوئے یہ وضاحت کی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو قبل از نبوت الہام بھی ہوتا ہے اور وہ ولی ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے قبطی کے نادانستہ قتل کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ ''انبیاء علیہم السلام کی فطرت ایسی پاک و صاف اور ان کی استعداد اس قدر اعلیٰ ہوتی ہے کہ نبوت ملنے سے پیشتر ہی وہ اپنے ذرا ذرا عمل کا محاسبہ کرتے ہیں اور ادنیٰ سی لغزش یا خطائے اجتہادی پر بھی حق تعالیٰ سے رو رو کر معافی مانگتے ہیں چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے اپنی تقصیرات کا اعتراف کرکے معافی چاہی جو دے دی گئی اور غالباً اس معافی کا علم ان کو بذریعہ الہام وغیرہ ہوا ہوگا آخر پیغمبر لوگ نبوت سے پہلے ولی تو ہوتے ہیں۔''

(جاری ہے)

فضائل و مناقب

جامع القرآن سیّدنا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

شرم وحیا کے پیکر، جامع القرآن، سبب بیعت رضوان، دامادِ نبی، مشیر صدیق وفاروقؓ رفیق علی مرتضیٰؓ، سرتاج سیدہ رقیہؓ وسیدہ ام کلثومؓ، امام مظلوم، شہید وفا، اسلام کا مایہ ناز سپوت، شاہراہ خلافت کی ایک روشن قندیل جو ۱۹؍ ذوالحجہ ۳۵ھ کو شہادت کے لہو سے مسافرین حیات مشعل اسلام کو ہمیشہ کے لئے روشن کر گئی۔

محمد شاہد تھانوی

گزشتہ سے پیوستہ

سرکار عالی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی کہ قیصر روم حملہ کرنا چاہتا ہے، اس وقت صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نہایت تنگدستی میں تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود پریشان تھے کہ صحابہ کرامؓ کی مالی حالت اچھی نہیں ہے اور جنگ میں مال وزر کے بغیر کام نہیں چلے گا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جاں نثاروں کو جمع فرمایا اور اس پریشانی کی طرف توجہ مبذول کرائی، یہ امام جودوسخا کسی سے کیسے پیچھے رہ جاتا؟ دس ہزار سے زائد فوج کے لئے سامان کا انتظام فرمایا اور ایسا دل کھول کر جودوسخا کا مظاہرہ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہوکر ارشاد فرمایا: ''آج کے بعد عثمانؓ کا کوئی عمل اس کے لئے مضر نہیں ہوگا۔''

اس فیاضی میں دس ہزار فوج سے زائد مجاہدین کا مکمل سامان اس کے علاوہ ایک ہزار اونٹ ستر گھوڑے نقد ایک ہزار دینار آقا ومولیٰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لاکر ڈال دیے۔

۱۰ ہجری میں جب تاجدار ختم نبوت، آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری حج فرمایا، جسے ''حجۃ الوداع'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ تو یہ مرد متقی بھی پابرکاب تھا، جب حضرت ام سلمیٰؓ وحضرت عائشہؓ وحفصہؓ کے سر کا تاج حضرت رقیہ، زینب وام کلثوم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہن کے والد محترم امت مسلمہ کے روحانی باپ ہر مسلمان کے محبوب صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کے دوست صاحب تاج والمعراج صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے ملاقات کرلی اور باجماع امت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نائب رسول نامزد کردیا گیا تو یہ مرد حق بھی نائب رسول کا معتمد مشیر قرار پایا اور مجلس شوریٰ کا عہد صدیقی میں نہایت اہم رکن رہا، اہمیت کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے کے لئے جو وصیت نامہ سیدنا صدیق اکبرؓ نے لکھوایا وہ عثمان غنیؓ ہی کے دست اقدس سے تحریر ہوا۔

جب امیر المومنین مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زرین دور آیا تو اس میں بھی یہ مرد جلیل بہترین مشیر، عمدہ منتظم، صاحب الرائے انتہائی اہم رکن ثابت ہوا، ان کی قیادت وصلاحیت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسا سخت دارو گیر کرنے والے (امیر المومنین) کو کبھی بھی ان سے کسی قسم کی بازپرس کرنے کی نوبت نہیں آئی، سیدنا عمرؓ نے اپنے مرض موت میں جو چھ رکنی کمیٹی تشکیل دی، اس نے بالاتفاق اسی مرد قلندر کو نیابت فاروق اعظم کے لئے نامزد کیا جس پر امت مسلمہ نے بھی برضا ورغبت آمین کہا۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عنان حکومت سنبھالی تو اپنے رفقا اور خلفا سابق کے بہترین اصول وعمدہ طریقوں کو اپنے لئے مشعل راہ بنایا، حتی کہ ایک برس تک سابقہ نظم ونسق میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں فرمائی صرف سیدنا سعد ابن ابی وقاصؓ کو والی کوفہ مقرر فرمایا۔ سیدنا مغیرہ ابن ابی شعبہؓ کی جگہ وہ بھی اس لئے کہ سابق خلیفہ راشد کی وصیت تھی، سیدنا حضرت عمر کی شہادت کے بعد کچھ علاقوں کے حضرات نے خراج دینا بند کردیا، جس کی سرکوبی کے لئے سیدنا عثمان غنیؓ نے فوج بھیجی اور باقاعدہ اس کا سدباب کیا، انہی کے دور خلافت میں امام السیاست سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حسن تدبیر نے اسکندریہ کی بغاوت کا سر کچل دیا باوجود اس کے کہ سیدنا عمرو بن العاص کو سیدنا عثمان غنیؓ معزول کرچکے تھے لیکن صحابہ کرامؓ کے یہاں نفس کا دخل نہیں تھا بلکہ شریعت اور مفادات مسلمہ مقدم تھا۔

سیدنا حضرت عبداللہ ابن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو امام مظلوم نے طرابلس کی مہم کے لئے مقرر

فرمایا، حضرت عبداللہ اس وقت گورنر مصر تھے، سیدنا عثمانؓ نے ان کی کمک کے لئے ایک لشکر جرار بھی روانہ فرمایا، جس میں حضرت عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عمرو بن العاص، حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم اجمعین جیسے شہزادے اور جلیل القدر افراد شامل تھے، اس معرکہ میں اور اس علاقہ کی فتح میں کافی وقت لگا لیکن مسلمانوں نے مقابلہ سے گریز نہیں کیا، بالآخر وہاں کے حکام نے مجبوراً گورنر مصر کے دربار میں آکر مصالحت کر لی اور اس طرح یہ علاقہ عثمان غنیؓ کے عہد مبارک میں مفتوحہ قرار پایا۔

الجزائر اور مراکش سیدنا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے تدبر، ہمت و شجاعت کی وجہ سے مفتوح ہوا، اس کے بعد اسلامی لشکر اسپین کی طرف متوجہ ہوا، جس میں کچھ فتوحات ہوئیں لیکن قصر خلافت سے مہم کو روکنے کے احکامات آگئے، بایں وجہ حضرت ابن ابی سرح مصر واپس چلے گئے۔

فاتح قبرص امیر المومنین امام المسلمین بحری بیڑہ کے بانی جلیل القدر صحابی کاتب وحی برادر ام ام المومنین صحابی ابن صحابی رضی اللہ عنہ، سیدنا حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان سیدنا عمرؓ کے زمانہ سے بے قرار تھے کہ کسی طرح قبرص کو فتح کر لیں مگر اس کو فتح کرنے سے پہلے اس کے بحری ناکہ پر قبضہ ضروری تھا، جس کے لئے بحری جنگ ناگزیر تھی مگر چونکہ حضرت عمرؓ نے اس کی اجازت نہیں دی تھی، اس لئے سیدنا امیر معاویہؓ نے پیش قدمی نہیں فرمائی جب دور عثمانی آیا، پھر یہ اللہ کا سپاہی امیر معاویہ بے چین و بے قرار ہو گیا کہ کسی طرح دربار خلافت سے اجازت مل جائے اور وہاں اسلام کا پرچم لہرائے۔ قصر عثمانی سے اس شرط پر اجازت ملی کہ جبراً کسی کو نہ لیا جائے جو رضا و رغبت سے بخوشی اس بحری جنگ میں شریک ہونا چاہے وہ جائے زبردستی اور جبر سے کام نہ لیا جائے، اس حکم کے ملتے ہی سیدنا امیر معاویہؓ نے پہلا اسلامی بحری بیڑا قبرص پر حملہ کے لئے روانہ فرما دیا۔ اس لشکر نے اہل قبرص کو مغلوب کر لیا، انہوں نے کچھ شرائط پر مسلمانوں سے صلح کر لی، لیکن اہل قبرص اس معاہدہ پر پورے نہ اترے اور رومی جہازوں سے ساز باز کر لی، پھر وہی اللہ کا شیر امیر معاویہ اٹھ کھڑا ہوا اور اس طرح ان کی سرکوبی کی کہ پھر سر نہ اٹھا سکے اور اعلان عام کر دیا کہ کسی رومی باشندے سے کوئی تعلقات نہ رکھے۔

خاندان نبوت کی دو عظیم و جلیل القدر ہستیاں شہزادگان امت سیدہ فاطمہؓ کے لخت ہائے جگر آقائے دو جہاںؐ کے نور نظر شیر خدا کے جگر گوشے نوجوانان جنت کے سردار سیدہ رقیہ و زینب کے بھانجے حضرت حسن و حضرت حسین رضی اللہ عنہما نے مع اپنے رفقا عظام شہزادگان صحابہ حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین طبرستان پر چڑھائی کی اور فتح کر لیا، جرجان و خراسان بھی ان ہی حضرات نے فتح کیا۔

ہرات، کابل، بجستان یہ سب سیدنا عثمان غنیؓ ہی کے دور میں فتح ہوئے، نیشاپور والوں نے مصالحت کر لی، بایں وجہ فتح کی نوبت ہی نہ آئی، لیکن پھر بھی فتح مندی مسلمانوں ہی کے حصہ میں آئی، سرخس اور ماوراء النہر والوں نے مصالحت ہی میں عافیت سمجھی اور حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مصالحت کر لی۔ رومیوں نے بحری جنگ کا پروگرام بنایا اور ذہن میں یہ خیال ہوا کہ شاید مسلمان ڈر کر بھاگ جائیں گے۔ انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ دیوانے صرف خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں، ان کے سینوں میں قوت ایمانی ایسی ہے جس کے سامنے سب قوتیں ہیچ ہیں۔ رومیوں نے بحری بیڑا بھیجا جس میں ایک اندازہ کے مطابق پانچ صد جہاز تھے، اپنے طور پر انہوں نے اتنی زبردست تیاری کی جو اس سے قبل بھی نہ کی تھی، مسلمانوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا جس میں بے پناہ رومی مارے گئے اور بہت سے مسلمان بھی جام شہادت نوش کر گئے۔ بالآخر مسلمان ہی فتح سے ہمکنار ہوئے۔ اس عظیم الشان بحری جنگ میں مسلمانوں نے جس استقلال، پامردی اور جانبازی کا مظاہرہ کیا وہ تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا گیا۔

امیر المومنین امام المسلمین تاجدار شرم و حیا سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بارہ برس تک خلافت راشدہ کا تاج زیب سر رکھا، جس میں اللہ رب العزت نے فتوحات اور مال غنیمت وافر عطا فرمایا اور مملکت اسلامیہ میں زراعتی، صنعتی، تجارتی ترقی بھی خوب ہوئی۔ سیدنا عثمان کا شاندار نظم ونسق، مدبرانہ نظام، منصفانہ فیصلوں نے عوام الناس میں خوشحالی، فارغ البالی، عمدہ رہن سہن عام کر دیا۔

شام کا وسیع و عریض علاقہ جس کی باگ ڈور امیر المومنین امام المسلمین، امام السیاست امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دست اقدس میں تھی (وہ علاقہ ایک زمانہ میں رومیوں کی پرتعیش زندگی کا مرکز رہ چکا تھا) وہاں سرمایہ داری، تمول عام ہو چکا تھا، ان باتوں سے اکابر صحابہ بھی خوش نہ تھے، وہ چاہتے تھے کہ سادگی کا نمونہ وہی رہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں تھا، ان میں سب سے زیادہ ناخوش مسیح الامت، عابد و زاہد، پیکر صبر و رضا، تاجدار فقر اختیاری سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ تھے، اسی بنا پر یہ خلیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک گاؤں میں قیام پذیر ہو گئے، کیونکہ حضرت ابوذر

کو یہ خطرہ تھا کہ کہیں اس تعیش کی وجہ سے مسلمان دین سے بے بہرہ ہوجائیں اور ان کے طفیل محبوب رب جلیل کی سنت سے دور ہوجائیں۔

سیدنا عثمان غنیؓ کو اللہ تعالیٰ نے بے انتہا دولت سے نوازا تھا، جسے وہ آقا و مولیٰ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس ہی سے راہِ خدا میں بڑھ چڑھ کر خرچ کیا کرتے تھے، یہی طریقہ ان کا زمانۂ خلافت میں جاری تھا، غرضیکہ سب لوگ پُرسکون زندگی گزارتے تھے مگر خفیہ طریقہ پر ایک زبردست سازش تیار کی جارہی تھی اور اس مکروہ سازش میں سیدنا عثمان غنیؓ کی شہادت بھی شامل تھی۔ بصرہ کوفہ، مصر ان تین علاقوں میں منافقین، مفسدین اور باغیوں نے فتنہ پردازی کا آغاز کررکھا تھا، پھر سب نے باہمی طے کرکے بشکل حجاج مدینہ منورہ کا رخ کیا، وہاں پہنچ کر اکابر صحابہ کرامؓ سے ملاقات کی کہ ہمارے کچھ مطالبات ہیں، وہ سیدنا عثمانؓ کو پیش کریں، ان صحابہ کرامؓ نے سختی سے منع فرمادیا کہ وہ اس پروگرام میں ذرہ برابر بھی معاونت نہیں کرسکتے، جب دربارِ خلافت میں اس پروگرام کی خبر پہنچی تو سیّدنا عثمان غنیؓ نے شیر خدا سیدنا و مولانا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلایا اور ان سے فرمایا کہ ان سے معلومات کرو، اگر جائز مطالبات ہیں تو پورے کردیے جائیں گے، چنانچہ سیّدنا علی مرتضیٰؓ نے اپنی فراست و ذہانت سے بہت خوبصورت طریقہ سے ان مفسدین کو چلتا کردیا۔ تمام حضرات پُرسکون ہوگئے کہ فساد برپا نہ ہوا لیکن کاتب تقدیر کو کچھ اور منظور تھا، ایک دن مدینہ منورہ کی گلیاں، نعروں اور گھوڑوں کی ٹاپوں سے گونج اٹھیں، لوگ گھروں سے نکل آئے کہ یااللہ! کیاماجرا ہے؟

شیر خدا، فاطمہ کا سہاگ امیر المومنین امام المسلمین امام المتقین سیّدنا علی مرتضیٰؓ نے آگے بڑھ کر مفسدین سے پوچھا کہ کیا مسئلہ ہے؟ ان بدبختوں نے جامع قرآن کو خلافت سے علیحدہ کرنے کا مطالبہ کردیا، جو سب صحابہ کرامؓ کے لئے نامنظور اور ناقابل عمل تھا، کبار صحابہ اس مطالبہ پر حیران تھے کہ اس مردِ متقی جامع قرآن سفیرِ رسول داماد رسول جیسی معظم ہستی کے لئے ایسا نامعقول مطالبہ چہ معنی دارد؟

آخر کار ان بدبختوں نے کاشانۂ عثمان کا محاصرہ کرلیا اور اس طرح بدتمیزی کا مظاہرہ کیا کہ زمین و آسمان شرما گئے، چالیس یوم تک ان باغیوں اور منافقوں نے اس قدر سختی برتی کہ پانی تک اندر نہ جانے دیا، کبار صحابہ و ام المومنینؓ نے بھی بارہا کوشش فرمائی کچھ کھانے پینے کا سامان اندر پہنچادیں، مگر ان بے ایمانوں، خدا کے دشمنوں نے یہ بھی گوارانہ کیا اور

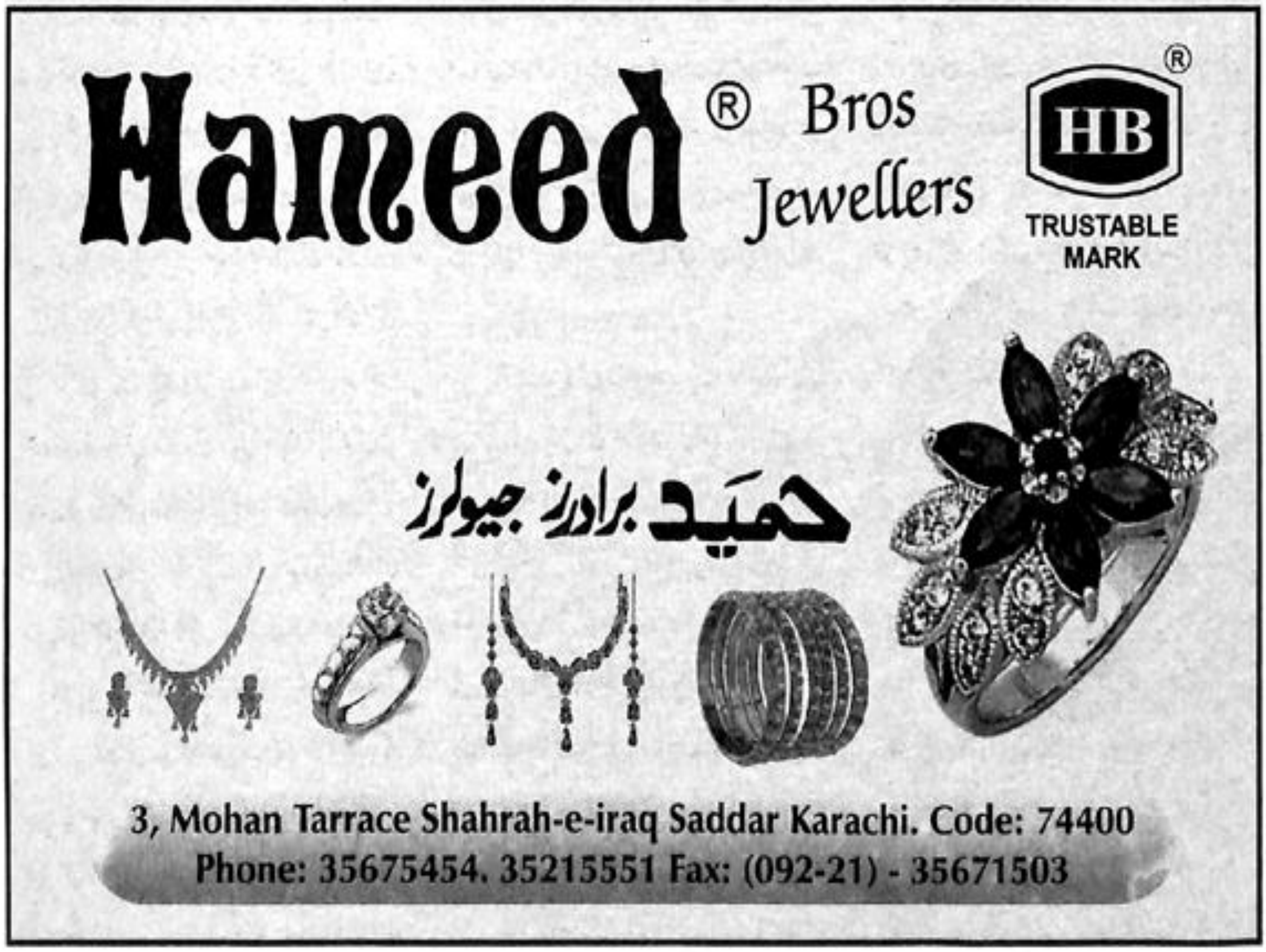

آقائے دو جہاں کی دوستی و رفاقت تک کا خیال نہ رکھا، بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرامؓ کے ساتھ بے عزتی و بدتمیزی کا مظاہرہ کیا، سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قصرِ خلافت میں جانا چاہا تو ان بدبختوں نے اندر داخل ہونے سے روک دیا، سیدنا علی المرتضیٰؓ نے اپنا عمامہ اندر پھینک دیا، تاکہ عثمانؓ کو معلوم ہوجائے کہ اس کا دوست تو آنا چاہتا ہے، لیکن خدا کے دشمن سدراہ ہیں، بہت سے صحابہ کرامؓ نے تو گوشہ نشینی ہی میں عافیت سمجھی، شیر خدا نے حق دوستی اس طرح ادا کیا کہ اپنے جگر گوشوں کو باب خلافت پر متعین کردیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بھی دربار خلافت کے دروازہ پر متعین تھے۔ امیر المومنین سیدنا عثمان غنیؓ نے باہر قصرِ خلافت سے خطاب فرمایا حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بھی مفسدین کو سمجھایا۔ امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے بھی بہت معاملہ سلجھانے کی کوشش فرمائی لیکن یہ حق کے دشمن اور کفر و نفاق کے شیدائی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب خاص کے خون کے پیاسے تھے، ان سنگدلوں نے کنواں خرید کر وقف عام کرنے والے کو پیاسا رکھا، ایک قطرہ آب اس اللہ کے ولی کو نہ پہنچنے دیا۔

بہت سے صحابہ کرامؓ نے یہ رائے دی کہ آپ صرف حکم فرمادیں، ہم ان کی تکہ بوٹی کردیں گے، آپ حق پر ہیں اور وہ باطل پر، مگر اس مرد قلندر نے جان دینا گوارا کرلیا، دیار رسول اور جوار رسالت مآب کی حرمت پر آنچ نہ آنے دی۔ ایک ہزار کے قریب صحابہ کرامؓ و دیگر مسلمان مصر تھے کہ صرف قصرِ خلافت سے اجازت مل جائے اور ہم اپنے جوہر دکھائیں مگر اس مرد درویش کا ایک ہی جواب تھا کہ: ''میری وجہ سے خونریزی نہ ہو۔''

کتب تاریخ وسیر میں سیدنا عثمان بن عفان کا خواب بھی مذکور ہے:

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مع شیخین
محترمین تشریف فرما ہیں اور فرمارہے ہیں:
عثمان! جلدی کرو، تمہارے ساتھ افطار کے ہم
منتظر ہیں۔''

آپؓ نے بیداری کے بعد اپنی رفیقۂ حیات سے فرمایا: میری شہادت قریب آگئی ہے، باغی مجھے شہید کردیں گے، محرم راز حیران و پریشان اپنے سرتاج کو دیکھنے لگیں، آپ نے فرمایا: میں نے خواب دیکھا ہے، جامع قرآن تلاوت قرآن پاک میں مصروف تھا، دروازہ پر شہزادگان امت سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما پہرہ دے رہے تھے، باغی دیوار پھاند کر داخل ہوگئے، مدافعانہ کوشش میں حضرت حسنؓ بھی زخمی ہوئے، باغیوں نے ریش مبارک کھینچی، لوہے کی لاٹ سے سر مبارک زخمی کیا، ایک بدبخت سینہ مبارک پر چڑھ بیٹھا اور پورا جسم مبارک زخموں سے چھیت ڈالا، ایک اور بدبخت کو اس پر بھی صبر نہ آیا امام مظلوم پر تلوار کا وار کیا جس سے اہلیہ محترمہ کی انگلیاں بھی کٹ گئیں، اس تلوار کے حملہ نے خلافتِ راشدہ کا تیسرا اہم رکن دنیا سے چھین لیا۔ جمعہ کا دن عصر کا وقت دوران تلاوت شہادت ہوئی، قرآن عثمانؓ کی شہادت کا گواہ بنا۔

آسمان را حق بود گر خون ببارد بر زمین
بر شہادت جامع قرآن امیر المومنین

زمین و آسمان نے اس سے زیادہ مظلوم و بے کس شہادت نہ دیکھی تھی۔ آج جو تلوار عثمانؓ کے لئے اٹھ گئی تھی، وہ قیامت تک آنے والے فسادات کا پیش خیمہ ثابت ہوئی، آج دیار رسول سوگوار تھا، اس کی عزت و عظمت کو روند چکا تھا، کابل سے مراکش تک کے خلیفہ و نائب رسول کا وہ حشر کیا گیا تھا جس سے تاریخ آج تک شرمندہ ہے، چند افراد اس امام مظلوم کا جنازہ لے کر جنت البقیع کی طرف روانہ ہوئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق کا جنازہ کچھ اس طرح سوئے منزل چلا:

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے
محبوب کی گلیوں سے ذرا گھوم کے نکلے

جس نے بھی امام مظلوم کی شہادت کی خبر سنی دنگ رہ گیا، کسی کو یہ یقین نہ تھا کہ اس مرد حق کے ساتھ یہ بہیمانہ، ظالمانہ، وحشیانہ، غیر مہذبانہ انسانیت سے عاری سلوک ہوگا۔ آج عثمانؓ کی شہادت سے اسلام کے متحد قلعہ میں دراڑیں پڑ گئیں اور وہ دین کامل جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر مبعوث ہوئے، مختلف گروپ میں تقسیم ہوگیا۔ صحابہ کرامؓ کی رائے گرامی ملاحظہ ہو:

''شیر خدا فاتح خیبر نے فرمایا: اے اللہ! میں عثمانؓ کے خون سے بری ہوں۔''

عشرہ مبشرہ میں سے حضرت سعید بن زیدؓ نے اس طرح خراج عقیدت پیش فرمایا: ''اگر احد پہاڑ تمہاری اس حرکت پر پھٹ کر پھر گر پڑے تو اس کا حق ہے۔''

مفسر قرآن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے جذبات کا اظہار اس طرح فرمایا: ''اگر تمام لوگ عثمانؓ کے قتل میں شریک ہوتے تو قوم لوط کی طرح آسمان سے پتھر برستے۔''

حضرت ثمامہ بن عدی صحابی رسول نے فرمایا: ''افسوس! حضور اکرم کی جانشینی رخصت ہوگئی۔''

حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے فرمایا: ''آج عرب کی قوت کا خاتمہ ہوگیا۔''

صدیقۂ کائنات عفیفہ طاہرہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''عثمانؓ مظلوم مارے گئے۔''

☆☆..................☆☆

پاکی اور صفائی

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

حمد وستائش اس ذات کے لئے ہے، جس نے اس کارخانہ عالم کو وجود بخشا اور درود وسلام اس کے آخری پیغمبر پر جنہوں نے دنیا میں حق کا بول بالا کیا۔

بہت دنوں کی بات ہے، میں برطانیہ کے ایک سفر کے دوران برمنگھم سے ٹرین کے ذریعے ایڈنبرا جارہا تھا، راستے میں مجھے غسل خانہ استعمال کرنے کی ضرورت پیش آئی، میں اپنی سیٹ سے اٹھ کر غسل خانے کی طرف چلا تو دیکھا کہ وہاں ایک انگریز خاتون پہلے سے انتظار میں کھڑی ہیں، جس سے اندازہ ہوا کہ غسل خانہ خالی نہیں ہے، چنانچہ میں ایک قریبی سیٹ پر بیٹھ کر انتظار کرنے لگا، جب کچھ دیر گزر گئی تو اچانک غسل خانے کے دروازے پر میری نگاہ پڑی، وہاں "Vacant" کی تختی صاف نظر آرہی تھی، جس کا مطلب یہ تھا کہ غسل کانہ خالی ہے اور اس میں کوئی نہیں ہے، اس کے باوجود وہ خاتون بدستور دروازے کے سامنے کھڑی ہوئی تھی، اس سے مجھے اندازہ ہوا کہ شاید ان کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے، میں نے قریب جاکر ان سے کہا کہ غسل خانہ تو خالی ہے، اگر آپ اندر جانا چاہیں تو چلی جائیں، انہوں نے جواب دیا کہ دراصل غسل خانے کے اندر میں ہی تھی، لیکن جب میں پیشاب سے فارغ ہوئی تو ریل پلیٹ فارم پر رک گئی اور میں کموڈ فلش نہیں کرسکی (یعنی اس پر پانی نہیں بہاسکی) کیونکہ جب گاڑی پلیٹ فارم پر کھڑی ہو تو فلش کرنا مناسب نہیں، اب میں باہر آکر اس انتظار میں ہوں کہ گاڑی چلے تو میں اندر جاکر کموڈ کو فلش کروں، پھر اپنی سیٹ پر جاکر بیٹھوں گی۔

یہ بظاہر ایک چھوٹا سا معمولی واقعہ تھا لیکن میرے ذہن پر ایک نقش چھوڑ گیا، یہ ایک انگریز خاتون تھی اور بظاہر غیر مسلم لیکن انہوں نے جو طرز عمل اختیار کیا وہ دراصل اسلام کی تعلیم تھی، مجھے یاد ہے کہ میرے بچپن میں ایک صاحب سے ایک مرتبہ یہ غلط سرزد ہوئی کہ وہ غسل خانہ استعمال کرنے کے بعد اسے فلش کئے بغیر باہر آگئے تو میرے والد ماجد (حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب) نے اس پر انہیں سخت تنبیہ کی اور فرمایا کہ ایسا کرنا اسلامی تعلیمات کے مطابق سخت گناہ ہے، کیونکہ اس طرح گندگی پھیلانے سے آنے والے شخص کو تکلیف ہوگی اور کسی بھی شخص کو تکلیف پہنچانا گناہ ہے۔

دوسری طرف جب گاڑی پلیٹ فارم پر کھڑی ہو تو اس وقت غسل خانے کا استعمال یا اسے فلش کرنا ریلوے کے قواعد کے تحت اس لئے منع ہے کہ اس کے نتیجے میں ریلوے اسٹیشن کی فضا خراب ہوتی ہے، اور پلیٹ فارم پر موجود لوگوں کو ریلوے لائن پر پڑی گندگی سے ذہنی کوفت بھی ہوتی ہے اور وہ گندگی بیماریاں پھیلنے کا ذریعہ بھی بن سکتی ہے، اس خاتون نے بیک وقت دونوں باتوں کا خیال کیا، ٹرین کے کھڑے ہونے کی حالت میں پانی بہانا بھی گوارا نہ کیا اور پانی بہائے بغیر سیٹ پر آکر بیٹھنا بھی پسند نہیں کیا تاکہ کوئی شخص اس حالت میں جاکر تکلیف نہ اٹھائے۔

ہم مسلمان ہیں اور ہماری ہر دینی تعلیم کا آغاز ہی طہارت سے ہوتا ہے، جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ''ایمان کا آدھا حصہ'' قرار دیا ہے، نیز آپ نے انتہائی باریک بینی سے ہر اس کام سے منع فرمایا ہے جو ناحق کسی دوسرے کی تکلیف کا باعث ہو، لیکن یہ بات کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے کہ ہمارے مشترک غسل خانے، خواہ وہ ریل میں ہوں یا جہاز میں، بازار میں ہوں یا مسجدوں میں، تعلیم گاہوں میں ہوں یا شفاخانوں میں، ہر جگہ عموماً گندگی کے ایسے مراکز بنے ہوئے ہیں کہ ان کے قریب سے گزرنا مشکل ہوتا ہے اور جب تک کوئی چارہ ہی نہ پڑ جائے، کسی سلیم الطبع شخص کے لئے ان کا استعمال ایک شدید آزمائش سے کم نہیں۔ اس صورت حال کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ان معاملات میں ہم نے دین کی تعلیمات کو بالکل نظر انداز کیا ہوا ہے اور مشترک استعمال کے مقامات پر گندگی پھیلانے کے بعد ہمیں یہ خیال بھی نہیں آتا کہ ہم اذیت رسانی کے گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں، جس کا ہمیں جواب دینا پڑے گا۔

ہمارے ملک میں بھی ریلوے کے ہر غسل خانے میں یہ ہدایت درج ہے کہ جب تک گاڑی کسی اسٹیشن پر کھڑی ہو، بیت الخلا استعمال نہ کیا جائے، لیکن عملاً صورت حال یہ ہے کہ کوئی اسٹیشن مشکل ہی سے ایسا ہوگا جس کی ریلوے لائن پر اس ہدایت کی خلاف ورزی کے مکروہ مناظر نظر نہ آتے ہوں، اسی طرح ہوائی جہازوں کے ہر غسل خانے میں یہ ہدایت درج ہوتی ہے کہ بیت الخلا میں کوئی ٹھوس چیز

نہ پھینکی جائے، نیز یہ کہ منہ ہاتھ دھونے کے لئے جو بیسن لگا ہوتا ہے اسے استعمال کرنے کے بعد آنے والے مسافر کی سہولت کے لئے اسے کاغذ کے تولیہ سے صاف کردیا جائے، لیکن ان ہدایت پر بھی کما حقہ عمل نہیں کیا جاتا، چنانچہ ہمارے ہوائی جہازوں کے غسل خانے بھی اب ہمارے مجموعی قومی مزاج کی نہایت بھدی تصویر پیش کرتے ہیں، حالانکہ اگر ان ہدایات پر عمل کرکے ہم دوسروں کے لئے راحت کا سامان کریں تو یہ محض ایک شائستگی کی بات ہی نہیں ہے بلکہ یقیناً اجر وثواب کا کام ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد اتنا مشہور ہے کہ بہت سے مسلمانوں کو معلوم ہے، آپ نے فرمایا کہ: ''ایمان کے ستر سے بھی زیادہ شعبے ہیں اور ان میں سے ادنیٰ ترین شعبہ یہ ہے کہ راستے سے گندگی یا تکلیف دہ چیز کو دور کردیا جائے۔'' اس ارشاد نبوی کی روشنی میں مومن کا کام تو یہ ہے کہ اگر کسی دوسرے شخص نے بھی کوئی گندگی پھیلادی ہے اور اندیشہ ہے کہ لوگوں کو اس سے تکلیف پہنچے گی تو وہ خود اسے دور کردے، نہ یہ کہ خود گندگی پھیلاتا پھرے، اگر گندگی دور کرنا ایمان کا شعبہ ہے تو گندگی پھیلانا کس چیز کا شعبہ ہوگا؟ ظاہر ہے کہ بے ایمانی کا یا کفر وفسق کا؟ لیکن ہم نے اپنے عمل سے کچھ ایسا تاثر دے رکھا ہے کہ صفائی ستھرائی درحقیقت ہمارا نہیں، بلکہ غیر مسلم مغربی اقوام کا شیوہ ہے۔

یہاں مجھے پھر اپنے والد ماجد کا سنایا ہوا ایک لطیفہ یاد آگیا، وہ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ ہندوستان میں ایک انگریز مسلمان ہوگیا اور اس نے پانچوں وقت نماز پڑھنے کے لئے مسجد آنا شروع کردیا، جب کبھی اسے وضو خانے میں جانے کی ضرورت پیش آتی تو یہ دیکھ کر اس کا دل کڑھتا تھا کہ نالیوں میں گندگی پڑی رہتی ہے، کناروں پر کائی جمی رہتی ہے، نہ لوگ ان میں گندگی ڈالنے سے پرہیز کرتے ہیں نہ ان کی صفائی کا کوئی انتظام ہے، آخر ایک روز اس نے یہ طے کیا کہ اس مقدس عبادت گاہ کو صاف رکھنا بڑے ثواب کا کام ہے، اس لئے وہ خود ہی یہ خدمت انجام دے گا، چنانچہ وہ کہیں سے جھاڑو وغیرہ لاکر چونکہ اپنے ہاتھ سے اسے صاف کرنے لگا، معقول مسلمانوں نے تو یقیناً اس کے اس عمل کی قدر کی ہوگی، لیکن محلے کے ایک صاحب نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ: ''یہ انگریز مسلمان تو ہوگیا لیکن اس کے دماغ سے انگریزیت کی بُو نہیں گئی۔''

جن صاحب نے یہ افسوسناک تبصرہ کیا، انہوں نے تو کھل کر صریح لفظوں میں ہی یہ بات کہہ دی لیکن اگر ہمارے مجموعی طرز عمل کا جائزہ لیا جائے تو محسوس یہی ہوتا ہے کہ ہم نے صفائی ستھرائی کو ''انگریزیت کی بُو'' قرار دے رکھا ہے اور شاید گندگی کو اپنی خُو بُو، حالانکہ اسلام نے، جس کے ہم نام لیوا ہیں، صفائی ستھرائی سے بھی بہت آگے بڑھ کر طہارت کا وہ تصور پیش کیا ہے جو ظاہری صفائی سے کہیں بلند وبرتر ہے اور جسم کے ساتھ ساتھ روح کی پاکیزگی کے وہ طریقے سکھاتا ہے جن سے بیشتر غیر اسلامی اقوام محروم ہیں، اسی کا نتیجہ یہ ہے کہ جن مغربی اقوام کی ظاہری صفائی پسندی کا ذکر پیچھے آیا ہے، ان کا یہ ذوق صرف اس صفائی کی حد تک محدود ہے جو دوسرے کو نظر آئے، لیکن جہاں تک ذاتی اور اندرونی (Intrinsic) صفائی کا تعلق ہے، اس سے ان اقوام کی محرومی کا تھوڑا سا اندازہ ان طریقوں کو دیکھ کر لگایا جاسکتا ہے جو بیت الخلا استعمال کرنے کے بعد اپنے جسم کی صفائی کے لئے اختیار کرتے ہیں، جب تک اس عمل کے بعد نہایا نہ ہو، جسم سے گندگی دور کرنے کے لئے پانی کے استعمال کا ان کے یہاں کوئی تصور نہیں، اس بات کا تو ان کے یہاں بڑا اہتمام ہے کہ غسل خانے کے فرش پر پاک پانی کی بھی کوئی چھینٹ پڑی نظر نہ آئے، لیکن جسم سے نجاست اور گندگی کا کلی ازالہ مشکل ہے، چنانچہ اگر گندگی کے کچھ چھوٹے اجزاء جسم یا کپڑے پر اس طرح باقی رہ جائیں کہ وہ نظر نہ آئیں تو ان کے ازالے کی اتنی فکر

مولانا محمد عثمان یحییٰ کے والد کا سانحہ ارتحال

کراچی ... (محمد یوسف نقشبندی) جلال پور پیر والا ضلع ملتان کی عظیم اور روحانی شخصیت حضرت مولانا قاری محمد یعقوب نقشبندی گزشتہ دنوں اس دار فانی سے رحلت فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نے نابغہ روزگار شخصیات سے کسب فیض کیا۔ زندگی بھر ایک اصولی انسان جیسی خصوصیات کے حامل رہے۔ درس وتدریس زندگی کا اہم مشغلہ رہا۔ ہزاروں طلباء وطالبات کو علم دین سے آراستہ کیا۔ قرآن کریم سے جنون کی حد تک شغف تھا۔ تلاوت کا معمول ہمیشہ زندگی کا ساتھ تھا۔ اندرون بیرون ملک کثیر شاگردوں کی تعداد قرآن کریم کی تعلیم کو عام کررہی ہے۔ رحلت سے کچھ عرصہ پہلے بیمار ہوئے جو جانبر نہ ہوسکی۔ علاقہ بھر کی دینی، سیاسی، سماجی شخصیات نے نماز جنازہ میں شرکت کی، جن میں مفتی عطاء الرحمن، مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا محمد زبیر شجاع آبادی، مولانا حبیب اللہ، مولانا غلام محی الدین، پروفیسر عبدالشکور، قاری محمد معاذ اور کئی احباب نے شرکت کی، دو جگہ پر مرحوم کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ مدرسہ نقشبندیہ میں مولانا مفتی محمد عثمان یحییٰ نے اور گلستان فاطمہ پارک میں نماز جنازہ مولانا محمد عزرکریا نے پڑھائی۔ مرحوم نے اپنی اولاد میں پانچ بیٹے اور سات بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں بہترین مقام نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل نصیب فرمائے۔ آمین۔ ادارہ قارئین سے استدعا ہے کہ جملہ مرحومین امت مسلمہ کو اپنی نیک، مقبول دعاؤں میں یاد فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔

نہیں ہے، پھر اگر اس عمل کے بعد غسل بھی کرنا ہو تو عموماً اس کا طریقہ یہ ہے کہ ٹب میں پانی جمع کرکے اسی حالت میں پانی کے اندر اس طرح داخل ہوجاتے ہیں کہ پانی کے اخراج کا کوئی راستہ نہیں ہوتا اور نجاست کے باقی ماندہ چھوٹے اجزاء بعض اوقات پورے پانی کو ناپاک کرسکتے ہیں۔

یہ تمام طریقے اس لئے اختیار کئے گئے ہیں کہ سارا زور صرف اس ظاہری صفائی پر ہے جو دوسرے کو نظر آئے، ذاتی اور اندرونی صفائی جس کا نام ''طہارت'' ہے اس کا کوئی تصور نہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسلام نے ہمیں ظاہری صفائی ستھرائی (نظافت) کے ساتھ ساتھ ''طہارت'' (پاکی) کے بھی مفصل احکام دیئے ہیں، اس لئے اسلام میں صفائی کا تصور کہیں زیادہ جامع، ہمہ گیر اور بلند و برتر ہے، اسلام کو ''طہارت'' بھی مطلوب ہے اور نظافت بھی، طہارت کا مقصد یہ ہے کہ انسان بذات خود واقعی پاک صاف رہے اور نظافت کا مقصد یہ ہے کہ وہ اپنی گندگی سے دوسروں کے لئے تکلیف کا باعث نہ بنے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مسجد نبوی اتنی زیادہ کشادہ نہیں تھی، عام طور سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین محنت پیشہ تھے اور موٹے کپڑے پہنتے تھے، گرمی کے موسم میں جب پسینہ آتا تو کپڑے پسینے سے تر ہوجاتے اور جمعہ کے اجتماع میں اس پسینے کی وجہ سے بو پیدا ہوجانے کا اندیشہ تھا، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو تاکید فرمائی کہ جمعہ کے روز سب حضرات غسل کرکے حتی الامکان صاف کپڑے پہن کر اور خوشبو لگا کر مسجد میں آیا کریں، اب ظاہر ہے کہ طہارت کا کم سے کم تقاضا تو اس طرح بھی پورا ہوسکتا تھا کہ لوگ وضو کرکے آجایا کریں اور ان کے کپڑے ظاہری نجاست سے پاک ہوں، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اکتفا کرنے کے بجائے مذکورہ بالا احکام نظافت کی اہمیت کی وجہ سے عطا فرمائے تاکہ کوئی شخص کسی دوسرے کے لئے تکلیف کا باعث نہ بنے، اس چھوٹی سی مثال ہی سے یہ بات واضح ہے کہ طہارت کے ساتھ ساتھ نظافت بھی اسلام میں مطلوب ہے اور کوئی بھی ایسا اقدام جائز نہیں ہے جس کی وجہ سے ماحول میں گندگی پھیلتی ہو، یہ ہر شخص کی ایسی دینی ذمہ داری ہے جس کی ادائیگی کے لئے بنیادی ضرورت توجہ کی ہے، یہ توجہ پیدا ہوجائے تو دیکھتے ہی دیکھتے ماحول سدھر جاتا ہے۔☆☆

ترتیب جدید ایڈیشن

عقیدۂ ختم نبوت اور تردید قادیانیت کے موضوع پر

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی بے مثال تصنیف

تحفۂ قادیانیت کامل ٦ جلدیں

مرزا غلام احمد قادیانی کے وجوہ کفر و ارتداد اور فتنۂ قادیانیت کے تعاقب میں لکھے گئے

بیسیوں مضامین و مقالات اور رسائل کا مجموعہ، عام فہم اور اچھوتا انداز تحریر، خوبصورت جلد، جاذب نظر سرورق

رعایتی قیمت صرف: 1100 روپے (علاوہ ڈاک خرچ)

اسٹاکسٹ: مکتبہ لدھیانوی، ۱۸ اسلام کتب مارکیٹ، بنوری ٹاؤن کراچی 0321-2115502, 0321-2115595, 021-34130020

ناشر: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، کراچی

مرزا قادیانی کے

جھوٹا ہونے کے چودہ دلائل

مولانا عبدالرحیم اشعرؔ

گزشتہ سے پیوستہ

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کسی انسان کا شاگرد نہیں ہوتا، جب کہ مرزا قادیانی کے کئی ایک استاذ تھے، چنانچہ مرزا لکھتا ہے:

مرزا قادیانی کے استاذ:

"جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا، جنہوں نے قرآن اور فارسی کی چند کتابیں مجھے پڑھائیں، اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا، جب میری عمر دس برس کی ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے، جس کا نام فضل احمد تھا..... اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے، بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا، تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا تھا، جن کا نام گل علی شاہ (شیعہ) تھا، ان کو میرے والد صاحب نے قادیان میں نوکر رکھ کر پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو، منطق اور علوم مروجہ پڑھے۔" (کتاب البریہ، ص۱۶۲، ۱۶۳، حاشیہ خزائن، جلد نمبر ۱۳، ص ۱۸۰، ۱۸۱)

وحی لانے والا فرشتہ: مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی پانچویں دلیل:

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک وحی لانے والا فرشتہ حضرت جبریل علیہ السلام ہے، لیکن مرزا قادیانی کے فرشتہ کا نام ٹیچی ٹیچی ہے جو اس کے جھوٹے ہونے کی مستقل دلیل ہے:

"حوالہ ۹/مارچ ۱۹۰۵ء کو خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا، میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا، میں نے اس کا نام پوچھا، اس نے کہا کچھ نہیں، میں نے کہا کہ آخر کچھ تو ہوگا، اس نے کہا کہ میرا نام ہے: ٹیچی ٹیچی! ٹیچی ٹیچی، پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں، یعنی عین ضرورت کے وقت آنے والا، تب میری آنکھ کھل گئی۔" (حقیقۃ الوحی، ص۳۳۲، خزائن جلد ۲۲، ص ۳۴۶)

اگر فرشتہ کا نام کچھ نہیں تھا جیسا کہ اس نے بتلایا: "کچھ نہیں" اور پھر بتلایا میرا نام ہے: ٹیچی ٹیچی تو اس نے جھوٹ بولا اور اگر اس کا نام ٹیچی ٹیچی تھا اور اس نے بتلایا کچھ نہیں، تب بھی جھوٹ بولا، جس کے فرشتے جھوٹے ہوں وہ کیسے سچا ہوسکتا ہے؟

خوبصورت نہ ہونا: مرزا کے جھوٹا ہونے کی چھٹی دلیل:

نبی اپنے زمانے کا سب سے خوبصورت انسان ہوتا ہے جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کا تذکرہ قرآن پاک کی سورۂ یوسف میں ہے اور تفسیر کی تمام کتابیں ان کے حسن و جمال کے گن گا رہی ہے۔

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال اور آپ کے رخ انور کو دیکھتے ہی یہود کے بڑے عالم عبداللہ بن سلامؓ بے ساختہ پکار اٹھے: "واللّٰہ ھذا الوجہ لیس بوجہ کذاب" ... خدا کی قسم! یہ چہرہ کسی جھوٹے انسان کا نہیں ہوسکتا... مرزا اس معیار پر پورا نہیں اترتا تھا، جو اس کے جھوٹے ہونے کی مستقل دلیل ہے۔

۱:... حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے اندرون خانہ ایک نیم دیوانی عورت بطور خادمہ رہا کرتی تھی، ایک دفعہ اس نے کیا حرکت کی؟ کہ جس کمرے میں حضرت صاحب بیٹھ کر لکھنے پڑھنے کا کام کرتے تھے، وہاں ایک کونے میں کھڑا تھا، جس کے پاس پانی کے گھڑے رکھے تھے، وہاں اپنے کپڑے اتار کر ننگی بیٹھ کر نہانے لگ گئی، جب وہ نہا چکی تو ایک اور خادمہ اتفاقاً آ نکلی، اس نے اس نیم دیوانی عورت کو ملامت کی کہ حضرت کے کمرے میں اور موجودگی کے وقت تو نے یہ کیا حرکت کی؟ تو اس نے ہنس کر جواب دیا، انہاں نوں کجھ دسدا اے؟ یعنی اسے کچھ دکھائی دیتا ہے؟ (یعنی حضرت صاحب اندھے ہیں، حالانکہ بھینگے اور کانے تھے، اندھے نہیں)۔ (ذکر حبیب، ص:۳۸، از مفتی صادق قادیانی)

۲:... "لکنت" مرزا بشیر الدین ایم اے لکھتا ہے: "قاضی محمد یوسف پشاوری نے بذریعہ خط مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی زبان میں کسی قدر لکنت تھی اور آپ پرنالے کو پنالہ فرمایا کرتے تھے۔" (سیرت المہدی، ج۲، ص:۲۵)

"لکنت" کا ہونا عیب ہے جو نبی کی شایان شان نہیں۔

۳:... داڑھوں کو کیڑا، دندان مبارک آخر عمر میں آپ کے خراب ہوگئے تھے، یعنی بعض داڑھوں کو کیڑا لگ گیا تھا، جس سے کبھی کبھی تکلیف ہو جاتی تھی، چنانچہ ایک دفعہ ایک داڑھ کا سرا ایسا نوکدار ہوگیا

تھا کہ اس سے زبان میں زخم پڑ گیا، تو ریتی کے ساتھ اس کو گھسوا کر برابر کرایا گیا۔

(سیرت المہدی، حصہ دوم، ص:۱۲۵)

داڑھ کو کیڑ الگنا حسن کے منافی ہے۔

۴:... ایڑیاں پھٹ گئیں، پیر کی ایڑیاں آپ کی بعض دفعہ گرمیوں کے موسم میں پھٹ جایا کرتی تھیں۔

مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی ساتویں دلیل:

عالی النسب نہ ہونا، نبی حسب ونسب کے اعتبار سے اعلیٰ اور برتر ہوتا ہے، جیسا کہ بخاری شریف میں ہے کہ ہرقل نے ابوسفیانؓ سے پوچھا: ''کیف نسبہ فیکم؟'' یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسب و نسب کیسا ہے؟ ابوسفیانؓ نے جواب دیا: ''ھو فینا ذو نسب'' (بخاری، ج:۱، ص:۴)... وہ حسب نسب میں سب سے بڑھ کر ہے... شاہ روم نے کہا: ''کذالک الرسل تبعث فی أحساب قومھا''... انبیاء کرام علیہم السلام ہمیشہ بہترین خاندان میں مبعوث ہوتے ہیں۔'' تاکہ لوگ حسب و نسب کے لحاظ سے انہیں حقیر نہ سمجھیں۔ مرزا قادیانی میں یہ شرط بھی مفقود ہے، مرزا مغل اور پٹھان تھا۔

(کتاب البریہ، ص:۱۴۴، خزائن نمبر ۱۳، ص:۱۶۲)

مرزا سید اور ہاشمی تو کجا شیخ زادہ بھی نہ تھا، جب مرزا کا دعویٰ عین رسول اللہ ہونے کا ہے تو عین رسول اللہ ہونے کی وجہ سے ہاشمی ہونا چاہئے تھا اور امام مہدی ہونے کا دعویٰ ہے تو اس لحاظ سے اسے فاطمی النسل ہونا چاہئے تھا۔

قابلِ نفرت اور موذی امراض کا لاحق ہونا: مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی آٹھویں دلیل:

اللہ تعالیٰ کا نبی کسی موذی اور قابل نفرت بیماری کا شکار نہیں ہوتا جو اسے تادم زیست لگی رہے، جب کہ مرزا قادیانی کئی ایک موذی اور قابل نفرت امراض کا شکار تھا، جنہوں نے مرتے دم تک مرزا کا پیچھا نہیں چھوڑا، بلکہ مرزا قادیانی سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے تلووں تک سراپا مرض تھا، اس کی روح بیمار، دل بیمار، دماغ بیمار، سوچ بیمار، کردار بیمار، تحریر بیمار، تقریر بیمار، عقل بیمار، شکل بیمار۔

مشت نمونہ از خروارے چند موذی امراض جن کا مرزا شکار تھا، پیش خدمت ہیں:

(۱) ''نامردی'' جب میں نے شادی کی تھی تو مجھے یقین تھا کہ میں نامرد ہوں۔

(مکتوبات احمدیہ مرزا قادیانی) جلد پنجم، خط نمبر:۱۴)

(۲) ''مراق'' مراق کا مرض حضرت صاحب کو موروثی نہ تھا بلکہ یہ خارجی اسباب کے ماتحت پیدا ہوا تھا، اس کا باعث سخت دماغی محنت، غم اور سوئے ہضم تھا، جس کا نتیجہ دماغی ضعف تھا اور جس کا اظہار مراق اور دماغی ضعف کی علامات مثلاً دوران سر کے ذریعے ہوتا تھا۔ (ریویو آف ریلیجنز قادیان، ص:۱۱۰، ۱۱، اگست ۱۹۲۹ء)

(۳) ''دق'' حضرت اقدس نے اپنی بیماری دق کا ذکر بھی کیا ہے، یہ بیماری آپ کو مرزا غلام احمد مرتضیٰ کی زندگی میں شروع ہوگئی تھی اور آپ قریباً چھ ماہ تک بیمار رہے، اس بیماری میں آپ کی حالت بہت نازک ہوگئی۔ (حیات احمد، ج:۲، ص:۹۷، مؤلف یعقوب قادیانی)

(۴) ''ذیابیطس اور پیشاب کی زیادتی'' دوسری بیماری بدن کے نچلے حصہ میں ہے، جو مجھے کثرت پیشاب کا مرض ہے، جس کو ذیابیطس (شوگر) کہتے ہیں اور معمول کے طور پر مجھے ہر روز پیشاب کثرت کے ساتھ آتا ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، ص:۲۰۱)

انبیاء کرام معصوم عن الخطا ہوتے ہیں، وہ سوتے، جاگتے اللہ پاک کی طرف متوجہ رہتے ہیں، اسی وجہ سے انبیا کرامؑ کا خواب بھی وحی الٰہی ہوتا ہے اور ان کا خواب شیطانی اثر سے پاک ہوتا ہے، چنانچہ مرزا قادیانی سے اس کے ایک مرید نے سوال کیا: انبیاء کرام کو احتلام کیوں نہیں ہوتا؟ مرزا قادیانی نے کہا: ''چونکہ انبیاء سوتے، جاگتے، ناپاک خیالوں کو دل میں نہیں آنے دیتے، اس واسطے ان کو خواب میں احتلام نہیں ہوتا۔'' (سیرت المہدی، ج:۱، ص:۱۵۷)

اسی بات کو علامہ جلال الدین سیوطیؒ ''الخصائص الکبریٰ'' میں (جنہیں قادیانی مجدد مانتے ہیں) لکھتے ہیں:

''عن ابن عباسؓ قال: ما احتلم نبی قط وانما الاحتلام من الشیطان۔''

(الخصائص الکبریٰ، ج:۱، ص:۲۰۷)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ: کبھی بھی کسی نبی کو احتلام نہیں ہوا، کیونکہ احتلام شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔''

جب کہ مرزا قادیانی کو احتلام ہوا۔

(۵) ''ذیابیطس'' ایک مدت سے دامن گیر اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے۔

(اربعین نمبر ۳، ص:۴، خزائن، ج:۱۷، ص:۴۷۱)

(۶) ''چشم نیم باز'' آپ کی آنکھیں ہر وقت بند رہتی تھیں، اِدھر اُدھر آنکھیں اٹھا کر آپ کو دیکھنے کی عادت نہ تھی۔

(۷) ''خارش'' ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود کو غالباً ۱۸۹۴ء میں خارش بھی ہوئی۔ (سیرت المہدی، حصہ دوم، ص:۷۷)

(۸) ''درد گردہ'' ایک دفعہ حضرت صاحب کو سخت درد گردہ ہوا جو کئی دن تک رہا، اس کی وجہ سے بہت تکلیف رہتی۔ (ذکر حبیب، ص:۲۹)

(۹) ''اعصابی کمزوری'' حضرت صاحب کی تمام تکالیف مثلاً دوران سر، درد سر، کم خوابی، تشنج دل، بدہضمی، اسہال اور مراق وغیرہ کا صرف ایک ہی باعث تھا، وہ عصبی کمزوری تھی۔ (رسالہ ریویو قادیان، مئی ۱۹۲۷ء)

احتلام کا ہونا، جبکہ اللہ کے نبی کو احتلام نہیں ہوتا:

مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی نویں دلیل:

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب کے خادم میاں حامد علی کی روایت ہے کہ ایک سفر میں حضرت صاحب کو احتلام ہوا، جب میں نے یہ روایت سنی تو بہت تعجب ہوا، کیونکہ میرا خیال تھا کہ انبیاء کرام کو احتلام نہیں ہوتا۔'' (سیرت المہدی، حصہ سوم، ص:۲۹۲)

بکریاں نہ چرانا: مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی دسویں دلیل:

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر نبی نے بکریاں چرائیں، چنانچہ بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''مابعث الله نبيا الا رعى الغنم وأنت؟ فقال: نعم كنت أرعى على قراريط لأهل مكة.''

(بخاری ص:۳۰۱، باب الاجارہ، مشکوٰۃ ص:۲۵۸)

ترجمہ: ''ہر نبی نے چرواہا بن کر بکریاں چرائیں، صحابہ کرامؓ نے سوال کیا کہ آپ نے بھی؟ فرمایا: ہاں! میں نے بھی چند پیسوں پر اہل مکہ کی بکریاں چرائیں۔''

انبیاء کرام علیہم السلام کا خاندان: مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی گیارہویں دلیل:

ہرقل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک پہنچنے کے بعد حالات کی تحقیق و تفتیش کے لئے عربیوں کو طلب کیا، چنانچہ ہرقل نے جناب ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) سے چند باتیں دریافت کیں، ان میں سے ایک سوال یہ تھا کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان میں کوئی بادشاہ بھی گزرا ہے؟ چنانچہ بخاری شریف کے الفاظ ہیں:

''هل كان من آبائه من ملك فذكرت أن لا، فقلت: فلو كان من آبائه ملك قلت رجل يطلب ملك أبيه.''

(بخاری، ج:۱، نمبر۴، باب کیف کان بدء الوحی)

ترجمہ: ''ہرقل کے سوال کے جواب میں ابوسفیانؓ نے فرمایا: نہیں! ہرقل نے اس سوال کی وجہ بتلاتے ہوئے کہا: اگر کوئی بادشاہ ہوتا تو میں کہتا کہ یہ شخص اپنی کھوئی ہوئی ریاست کو حاصل کرنا چاہتا ہے۔''

مرزا قادیانی کے خاندان کی سکھوں سے پہلے بہت اچھی حالت تھی، سکھوں کی لوٹ مار کی وجہ سے کمزور ہوگئی، تو مرزا قادیانی کے باپ نے باوصف کم استطاعت ہونے کے اپنے اخلاص اور جوش خیرخواہی سے پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس مضبوط اور لائق سپاہی باہم پہنچا کر سرکار (انگریزی) میں بطور امداد کے نذر کی۔

(براہین حصہ سوم، نمبر۱، ص:۱۳۸، ۱۳۹)

چنانچہ مرزا قادیانی نے اسی برباد شدہ ریاست کو حاصل کرنے کے لئے یہ جال پھیلایا۔

لاہور میں موت اور قادیان میں تدفین: مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی بارھویں دلیل:

مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ مرزا قادیانی کو موت لاہور میں آئی اور مرگھٹ قادیان میں بنا، حالانکہ سچا نبی جہاں فوت ہوتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے۔ چنانچہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرامؓ میں آپ کی تدفین کے متعلق مشاورت ہوئی تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی چیز سنی جو بھولی نہیں، فرمایا: اللہ تعالیٰ نبی کی روح اس مقام پر قبض فرماتے ہیں، جہاں وہ دفن ہونا پسند کرے۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ نے آپ کو حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا میں دفن کیا۔

(ترمذی ج:۱، ص:۱۹۸، ابواب الجنائز)

مرزا قادیانی اس معیار کے مطابق جھوٹا ہے، کیونکہ مرزا قادیانی کی موت ہیضہ کے مرض کے ساتھ لاہور میں ہوئی اور تدفین قادیان میں۔

مریم ہونا: مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی تیرھویں دلیل:

نبوت کے لئے ایک شرط یہ ہے کہ نبی مرد ہوتا ہے، عورت نبی نہیں ہوتی، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''وما أرسلنا من قبلك الا رجالا نوحي اليهم''... ہم نے آپ سے پہلے جتنے رسول بھیجے وہ سب کے سب مرد تھے... کیونکہ عورتیں: ''ناقص العقل والدين'' ہوتی ہیں۔ اگر عورت کا نبی ہونا جائز رکھا جائے تو لازم آئے گا نبی کے عقل اور دین کا ناقص ہونا اور نبی کے دین اور عقل کا ناقص ہونا محال ہے۔

مرزا قادیانی میں یہ شرط بھی نہیں پائی جاتی، کیونکہ مرزا قادیانی کا ایک دعویٰ مریم اور حاملہ ہونے کا بھی ہے۔

(کشتی نوح ص:۴۷، خزائن نمبر۱۹، ص:۵۰)

تو ظاہر ہے کہ مریم اور حاملہ تو عورت ہی ہوسکتی ہے، نہ کہ مرد، لہٰذا مرزا اپنے اقرار کے بموجب مرد نہ ہوا تو نبی کیسے ہوا؟

مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی چودھویں دلیل:

نبی کتابیں لکھتے نہیں آتا، بلکہ نبی پر کتابیں نازل ہوتی ہیں، جبکہ مرزا قادیانی کی اسی سے زائد تصنیفات ہیں، جو اس کے جھوٹے ہونے کی مستقل دلیل ہیں۔

☆☆......

اسلام میں عورت کا مقام و مرتبہ

مسز تسنیم کوثر، ضلع ساہیوال

خدائے بزرگ و برتر نے انسانی صنف کو دو صورتوں میں تخلیق فرمایا ہے... مرد و عورت... ان کے خصائص الگ الگ اور سعی و عمل کا میدان جدا جدا ہے۔ زندگی کی گاڑی شاہراہ انسانیت پر احسن طریقے سے گامزن رکھنے میں دونوں ایک دوسرے کے محتاج ہیں۔ گویا دونوں کی ذات ایک دوسرے کے بغیر تشنہ تکمیل ہے۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ مرد اور عورت کی حیثیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کی بقا کے لئے انسانی جوڑا بنایا ہے اور دونوں کے دل میں ایک دوسرے کا انس ڈالا ہے اور دونوں کو ایک دوسرے کا محتاج بنایا ہے، میاں بیوی ایک دوسرے کے بہترین مونس و غم خوار بھی ہیں، رفیق و ہم سفر بھی ہیں، یار و مددگار بھی ہیں، عورت مظہر جمال ہے اور مرد مظہر جلال... اور جمال و جلال کا یہ آمیزہ کائنات کی بہار ہے، دنیا میں مسرتوں کے پھول بھی کھلاتا ہے، ایک دوسرے کے دکھ درد بھی بٹاتا ہے اور دونوں کو آخرت کی تیاری میں مدد بھی دیتا ہے۔ فطرت نے ایک کے نقص کو دوسرے کے ذریعے پورا کیا ہے، ایک کو دوسرے کا معاون بنایا ہے، عورت کے بغیر مرد کی ذات کی تکمیل نہیں ہوتی اور مرد کے بغیر عورت کا حسن زندگی نہیں نکھرتا۔ اس لئے یکطرفہ طور پر یہ کہنا کہ عورت کو صرف مرد کے لئے پیدا کیا، ورنہ اس کی کوئی حیثیت نہیں، غلط ہے۔ ہاں! یہ کہنا صحیح ہے کہ دونوں کو ایک دوسرے کا غم خوار و مددگار بنایا ہے۔"

(آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج:۸، ص:۵۹۹)

شریعت نے میاں بیوی کو ایک منظم زندگی گزارنے کے لئے علیحدہ علیحدہ ذمہ داریاں اور فرائض تفویض کئے ہیں۔ مرد کے کندھوں پر کسب معاش کا بوجھ ڈالا اور عورت کو اندرون خانہ امور کا نگران ٹھہرایا۔ اب اگر ہر فرد اپنی ذمہ داریوں سے کماحقہ سبکدوش ہوتا رہے تو گھر کا ماحول خوش گوار اور رشک جنت بن جاتا ہے۔

اب قابل غور بات یہ ہے کہ کیا ہمارے معاشرے میں ہر گھر کی گاڑی اتنی خوش اسلوبی سے رواں دواں ہے جتنا اسے ہونا چاہئے؟ تو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ اس کی بہت سی وجوہات میں سے ایک... میرے خیال میں... عورت کا احساس کمتری بھی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ دباؤ کا شکار ہو کر نفسیاتی الجھنوں کا شکار ہو جاتی ہے۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو قوت و طاقت، عزم و ہمت، فہم و فراست، عقل و شعور اور مردانگی میں امتیازی حیثیت عطا فرمائی ہے مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اپنی شریک حیات کے جذبات و احساسات اور خواہشات و تمناؤں کا لحاظ ہی نہ رکھا جائے اور اس صنف نازک کے ساتھ قدم قدم پر ناانصافی کر کے اسے ذہنی دباؤ اور احساس کمتری میں مبتلا کر دیا جائے۔ اس سے خوشگوار ازدواجی زندگی کی فضا مسموم اور گھر کا سکون و اطمینان رخصت ہو جاتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی شکایتوں کا اگر ازالہ نہ کیا جائے تو وقت کے ساتھ ساتھ یہ پلتی رہتی ہیں اور ایک ناسور کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔

جدید سائنسی تحقیقات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ بچہ تخلیق کے ابتدائی مراحل سے ہی شکم مادر میں اثرات قبول کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اب جو ماں خود ذہنی پریشانی اور نفسیاتی الجھن کا شکار ہوگی یقیناً وہ صحت مند اور نارمل بچوں کو جنم نہیں دے پائے گی۔

ہمارے معاشرے کا ایک المیہ ساس، بہو اور نند بھابھی کی باہمی چپقلش اور کشیدگی ہے جس سے اکثر گھرانوں کا سکون و اطمینان عنقا ہے۔ اگر باریک بینی سے تجزیہ کیا جائے تو یہ بھی احساس کمتری کا شاخسانہ ثابت ہوگا، اس لئے کہ وہ ساس جو اتنے لاڈ پیار اور چاؤ سے بہو بیاہ کے گھر لاتی ہے اور نندیں اپنی بھابھی کے صدقے واری جاتے نہیں تھکتیں، چند ہی دنوں میں کایا کیوں پلٹ جاتی ہے؟ اس لئے کہ اس کا لاڈلا بیٹا شادی سے پہلے سارا وقت ماں اور بہنوں کے ساتھ گزارتا تھا اب اس کا میلان بیوی کی طرف ہو گیا۔ ماں محسوس کرتی ہے کہ میرے بیٹے کو مجھ سے پہلی سی محبت نہیں رہی، اس کی بیوی ہم ماں بیٹے کے درمیان حائل ہو گئی۔ اب وہ اپنے بیٹے کو اپنے حصار میں رکھنے کے لئے طرح طرح کے حربے استعمال کرتی ہے۔ ایسا ہی معاملہ کچھ بہنوں کا ہے۔ اس سے اختلافات جنم لیتے ہیں، معمولی معمولی رنجشوں سے گھر

کا خوشگوار ماحول تباہ وبرباد ہوجاتا ہے۔

دنیا میں آنکھ کھولتے ہی عورت کے ذہن میں کمتری کا بیج بودیا جاتا ہے۔ اس نومولود کے جنم لینے پر سوگ منایا جاتا ہے۔ اسے بادل نخواستہ قبول کیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس بیٹے کی پیدائش پر جشن منائے جاتے ہیں، مٹھائیں تقسیم کی جاتی ہیں۔ گوکہ بیٹے کی پیدائش پر خوشی فطری بات ہے مگر بیٹی کو بھی رحمت قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

''جب کسی کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو خدا اس کے یہاں فرشتے بھیجتا ہے جو آکر کہتے ہیں: اے گھر والو! تم پر سلامتی ہو، وہ لڑکی کو اپنے پروں کے سائے میں لیتے ہیں اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں: یہ کمزور جان ہے جو ایک کمزور جان سے پیدا ہوئی، جو اس بچی کی نگرانی اور پرورش کرے گا قیامت تک خدا کی مدد اس کے شامل حال رہے گی۔'' (طبرانی)

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

''جو مسلمان اپنی لڑکی کی عمدہ تربیت کرے اور اس کو عمدہ تعلیم دے اور اس کی پرورش اچھی طرح کرے، وہ دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے گا۔'' (طبرانی)

ہمارے ہاں جہالت کی بدولت بعض گھرانوں میں لڑکیوں کے مقابلہ میں لڑکوں کو فوقیت دی جاتی ہے۔ بچیوں پر بعض بے جا پابندیاں لگائی جاتی ہیں جبکہ لڑکوں کو کھلی چھوٹ ہوتی ہے۔ اس سے ان معصوم کلیوں میں احساس محرومی اور کمتری کے احساسات ابھرتے ہیں، کتنی ہی نوجوان لڑکیوں کو غیرت کے نام پر موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔

اسلام نے عورت کو وراثت میں حصہ دار بنایا ہے۔ بیٹے کے مقابلہ میں بیٹی نصف جائیداد کی حقدار ہے، مگر ہمارے معاشرے میں ان قرآنی احکامات پر عمل در آمد نہیں کیا جاتا... الا ماشاء اللہ... اس طرح بہنیں، بیٹیاں جائیداد سے محروم رہتی ہیں۔ اگر کوئی اپنا حق حاصل کرنے کی جرأت کرتی بھی ہے تو وہ ہمیشہ کے لئے اپنے باپ اور بھائی کے گھر سے دھتکار دی جاتی ہے۔

اسی طرح شادی کے موقع پر لڑکی کا مہر مقرر کیا جاتا ہے جو کہ اس کا حق ہے، مہر کے بغیر نکاح نہیں ہوتا، مگر جہالت کی انتہا ہے کہ لڑکی کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ اگر آپ نے اپنے شوہر سے مہر کا مطالبہ کیا تو شوہر لالچی سمجھے گا اور تم اس کے دل سے اتر جاؤ گی، وہ اس بدمزگی سے بچنے اور شوہر کی خوشنودی کے لئے اسلام کے دیئے ہوئے اس انعام اور حق سے محروم رہتی ہے۔

جن حساس بچیوں کو کسی وجہ سے والدین کے ہاں پوری توجہ اور وقعت نہیں دی جاتی، گھر میں امتیازی سلوک کیا جاتا ہے، بعض اوقات وہ بے راہ روی کا شکار ہوجاتی ہیں، اکثر واقعات ہم اخبارات ورسائل میں پڑھتے رہتے ہیں۔ جب باہر سے کوئی مرد ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے، ان کی تعریفیں کرتا ہے، والہانہ محبت کا اظہار کرتا ہے تو زندگی کے حقائق سے بے نیاز، ناپختہ ذہن کی لڑکیاں محبت کے دھوکہ میں نہایت غلط اقدام اٹھالیتی ہیں جس کا خمیازہ گھر والوں کو بھی بھگتنا پڑتا ہے۔

یوں تو حقوق نسواں کے نام پر بڑا شور وغوغا ہے، سیمینار منعقد کئے جاتے ہیں، اسمبلیوں میں بل پیش ہوتے ہیں، قانون پاس ہوتے ہیں، میڈیا واویلا کرتا رہتا ہے، بعض این جی اوز نے بھی حقوق نسواں کا ٹھیکہ لے رکھا ہے مگر سب عبث اور بے سود ہے۔ مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ اسلام نے عورت کو جو مقام ومرتبہ اور عزت واحترام دیا ہے وہ کسی معاشرہ اور مذہب میں نہیں۔ دین اسلام نے عورت کو ماں، بہن، بیوی اور بیٹی کی حیثیت سے بلند مقام دیا ہے۔ قرآن وحدیث میں اس سلسلہ میں واضح روشنی ملتی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم قرآنی احکامات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ارشادات کو اپنی عملی زندگی میں رائج کریں۔ وسیع القلبی سے خواتین کے حقوق ادا کئے جائیں تاکہ انہیں معاشرہ میں جائز مقام حاصل ہوجائے۔ میاں بیوی پیار ومحبت سے رہیں، ایک دوسرے کے حقوق واجبہ ادا کریں۔ مردوں پر خاص طور پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ حسن اخلاق، حسن معاملات اور حسن دل ربائی کا معاملہ کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

''تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے حق میں اچھا ہو اور میں اپنے اہل خانہ کے حق میں سب سے اچھا ہوں۔''

(مشکوٰۃ، ص:۲۸۱) ☆

احادیث رسول کی توہین

''میرے اس دعویٰ کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔''

(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص:۳۰، مندرجہ روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۱۴۰ از مرزا قادیانی)

قادیانی تاویلات کے گورکھ دھندے

مولانا قاضی احسان احمد

جھوٹ ایک ایسی لعنت ہے جس کی قباحت، بُرائی، نحوست تمام اقوام عالم میں متفقہ طور پر مسلم اور تسلیم ہے، کذب بیانی، خلاف حقیقت گفتگو، انسانی شخصیت پر ان مٹ نقوش چھوڑ دیتی ہے جس کا اثر اس انسان کی زندگی پر ایک بدنما داغ ہوتا ہے، جس کی وجہ سے اس کی شخصیت مجروح ہو جاتی ہے، معاشرے میں اثر و رسوخ بالکل ختم ہو جاتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی تاریخ کے اوراق پر ایک بھیانک اور سیاہ باب ہے جس نے جھوٹ اور فریب کی بنیاد پر ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھی۔ اس نے خود بھی جھوٹ کی مذمت میں کئی تحریریں چھوڑی ہیں۔ آیئے دیکھیں یہ جھوٹوں کا سردار اپنے فتاویٰ میں کیا کہتا ہے:

۱... ''دروغ گوئی کی زندگی جیسی کوئی لعنتی زندگی نہیں۔''

(نزول المسیح ص:۲، خزائن ج:۱۸ ص:۳۸۰)

۲... ''ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔''

(چشمہ معرفت ص:۲۲۲، خزائن ص:۲۳۱ ج:۲۳)

۳... ''جھوٹ اُم الخبائث ہے۔'' (تبلیغ رسالت ج:۷ ص:۳۰، مجموعہ اشتہارات ج:۳ ص:۳۳)

۴... ''جھوٹ بولنے سے مرنا بہتر ہے۔'' (تبلیغ رسالت ج:۷ ص:۳۰، مجموعہ اشتہارات ج:۳ ص:۳۳)

۵... ''جھوٹے پر خدا کی لعنت.... لعنت اللہ علی الکاذبین۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص:۱۱۱، خزائن ج:۱۷ ص:۵۶)

۶... ''جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔'' (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص:۱۹، حاشیہ خزائن ج:۱۷ ص:۲۷۵)

۷... ''اے بے باک لوگو! جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے۔''

(حقیقت الوحی ص:۲۰۶، خزائن ج:۲۲ ص:۲۱۵)

۸... ''جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی بُرا کام نہیں۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص:۲۶، خزائن ج:۲۲ ص:۴۵۹)

مرزا قادیانی کے فتاویٰ آپ نے ملاحظہ فرمائے۔ اب ہم اپنے انصاف پسند قارئین کو غور و فکر کی دعوت دیتے ہیں کہ وہ مرزا کی مندرجہ بالا تحریرات پڑھیں اور فیصلہ کریں کہ مرزا قادیانی کے قول و فعل میں کس قدر تضاد ہے۔ ہم قادیانیوں سے بھی کہیں گے کہ مرزا کی تحریروں کی بھونڈی اور من گھڑت تاویلات کے گورکھ دھندے چھوڑ کر حقیقت کی دنیا میں آئیں۔ خدا کے لئے اپنے آپ کو حقیقت مجاز، استعارہ، یہ معنی، وہ معنی کے گرداب سے نکال کر صرف اور صرف حق کی تلاش کے لئے ان تحریرات کا مطالعہ کریں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر ہے، ہدایت کے دروازے وا کرنے کے لئے تیار ہے۔ لیجئے مرزا کے جھوٹ ملاحظہ کیجئے:

جھوٹ نمبر۱:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ۱۱ بچے فوت ہوئے۔'' (ملفوظات ج:۷ ص:۹/۲۲۷)

کیا قادیانی! مرزا قادیانی کے اس قول کی تائید تاریخ ملت اسلامیہ سے پیش کرنے پر قادر ہیں؟... ہرگز نہیں۔

جھوٹ نمبر۲:

''ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔''

(تذکرہ ص:۵۹۱، طبع چہارم)

کیا قادیانی یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ مرزا غلام قادیانی اپنی پوری زندگی میں ایک مرتبہ بھی سرزمین مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ گیا ہو؟ اس مقدس سرزمین پر مرنا تو بہت دور کی بات ہے۔ لاہور میں ہیضہ کی موت مرا، وہاں سے ریل گاڑی میں ... جسے مرزا دجال کی سواری کہا کرتا تھا... قادیان لا کر دفن کیا۔

جھوٹ نمبر۳:

''قرآن میں تین شہروں کا ذکر اعزاز کے ساتھ ہے: مکہ، مدینہ اور قادیان۔''

(تذکرہ ص:۷۳، ۷۶، ازالہ اوہام ص:۷۷، خزائن ج:۳ ص:۱۴۰ حاشیہ)

امت مسلمہ کو جو قرآن کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے صحابہ کرامؓ کے ذریعے سے ملا ہے اس قرآن میں تو کسی جگہ پر بھی قادیان کا لفظ موجود نہیں ہے، البتہ قادیانی بتائیں مرزا نے کس قرآن میں قادیان کا لفظ دیکھا تھا؟ کیا یہ قرآن پر

تہمت اور جھوٹ و بہتان نہیں؟

جھوٹ نمبر۴:

مرزا غلام احمد قادیانی کا وجود ہی انگریز کی مہربانیوں کا مرہون منت تھا، اس لئے مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا کہ: ''میں نے انگریز کی اطاعت اور حرمت جہاد میں ۵۰ الماریاں کتابوں کی لکھی ہیں۔'' (تریاق القلوب ص:۲۷، ۲۸، خزائن ج:۱۵ ص:۱۵۵، ۱۵۶)

ویسے تو مرزا غلام احمد قادیانی نے (اپنی چند کتابوں) میں اسلام کی بجائے انگریز حکومت کی اطاعت اور جہاد کے حرام ہونے پر اپنے قلم کا زور لگایا ہے، تاہم ہمارا قادیانیوں سے مطالبہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی کل تصانیف تقریباً ۹۰ کے قریب ہیں، کیا قادیان مرزے کی ان کتابوں کے نام، سن تحریر، سن اشاعت، مقام طباعت، پیش کرکے اپنے مرزے کو سچا ثابت کرنے کی کوشش کرسکتے ہیں؟ کبھی نہیں۔

جھوٹ نمبر۵:

مرزا قادیانی نے ابتدا میں خادم اسلام ہونے کا نعرہ اور سہارا لے کر عیسائیت کے خلاف کام کرنے کی داغ بیل ڈالی اور ایک اعلان کیا کہ میں ایک کتاب لکھنا چاہتا ہوں جو اسلام کی حقانیت پر مبنی ہوگی، ۵۰ جلدوں پر مشتمل ہوگی، دلائل کا انبار ہوگا، اس کے لئے مالی معاونت کی ضرورت ہے، چندا دیا جائے، حسب استطاعت لوگوں نے چندہ دیا، امیروں نے اپنی حیثیت دیکھی، غریبوں نے اسلام کی حمایت میں چھپنے والی کتاب کے لئے اپنا حصہ ڈالا، پچاس جلدوں کا وعدہ کیا ان کی پیشگی رقم وصول کی، منظر عام پر صرف پانچ جلدیں آئیں، مزید کتب کا مطالبہ زور پکڑتا گیا کہ باقی جلدیں بھی فراہم کی جائیں مگر کچھ نہ ہوا۔

براہین احمدیہ کتاب کا نام تجویز کیا، حصہ اول، دوم ۱۸۸۰ء میں شائع کیا، حصہ سوم ۱۸۸۲ء، حصہ چہارم ۱۸۸۴ء، حصہ پنجم ۱۹۰۵ء تا ۱۹۰۸ء۔

۵۰ اور ۵ کا قادیانی فرق ملاحظہ کریں:

مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم، خزائن: ۲۱ ص: ۹ پر لکھتا ہے:

''پہلے ۵۰ حصے لکھنے کا ارادہ تھا اب ۵ پر اکتفا کیا گیا ہے، صرف ایک نقطہ کا فرق ہے یعنی ۵ کے ساتھ ایک صفر لگا دو تو ۵۰ کا عدد ہوجائے گا، وعدہ پورا ہوگیا۔''

ہر عقل سلیم رکھنے والا شخص مرزا کے اس جھوٹ کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے ۵۰ کتابوں کا وعدہ کیا، ۵۰ کتابوں کے پیشگی پیسے لئے مگر لکھیں صرف پانچ تو مرزا نے جھوٹ بولا، دھوکا دیا، وعدہ خلافی کی، حرام مال کھایا، کیا کوئی قادیانی اس بات پر تیار ہے کہ اس کے کسی نے پانچ سو روپے دینے ہوں اور وہ آدمی اس کو ۵۰ روپے دے دے اور یہ کہہ کر دے کہ نقطہ ایک خود لگالو، تمہارا ۵۰۰ کا قرض میں نے ادا کردیا؟

☆☆..........☆☆

دو قادیانیوں کا قبولِ اسلام

خوشاب (مبلغ محمد اسلام نفیس) ۲۱ ستمبر بروز جمعہ کو دو قادیانیوں شفقت حسین ولد فتح شیر قوم ورک ڈیرہ ورکاں والا اور محسن رضا ولد فتح شیر نے مدرسہ تعلیم القرآن روڈ تھل کے مہتمم صاحب کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا ہے۔ حسن اتفاق ہے کہ سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب کی تیاری کے سلسلہ میں مولانا محمد اسحاق ساقی مبلغ بہاولپور یہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔ آپ نے ان قادیانیوں سے عقیدۂ ختم نبوت اور قادیانی دجل وفریب پر تفصیلی گفتگو کی، ان کے شکوک وشبہات دور کرکے انہیں مطمئن کیا، اس کے بعد انہوں نے مہتمم صاحب سے درخواست کی کہ آپ ان حضرات کو کلمہ توحید پڑھا کر ایمان جیسی عظیم دولت سے ان کے سینے منور کریں۔ چنانچہ مہتمم صاحب نے کلمہ شہادت پڑھایا اور ضروری عقائد کی تلقین کی۔ مبلغ حلقہ خوشاب نے جامع مسجد حنفیہ میں خطبہ جمعہ سے قبل تمام حاضرین کو اس کی اطلاع دی، جس پر تمام نمازیوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور انہوں نے نومسلموں کو مبارک باد دی۔ نماز جمعہ کے بعد ان کے لئے استقامت ایمان کی دعائیں کی گئیں۔ حضرت مولانا محمد اسحاق ساقی نے ان حضرات کو حضرت حافظ دلاور حسین صاحب سے تعلق ورابطہ رکھنے کا مشورہ دیا اور تلقین کی کہ ضروری دینی مسائل مدرسہ میں آکر وقتاً فوقتاً سیکھتے رہیں۔

مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی درویشی

مولانا خدا بخش

جناب ظفر اللہ بیگ لیکچرار جامعہ اسلامیہ اسلام آباد نے بتایا کہ ایک دفعہ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے ان کے گاؤں پیرو (ضلع جھنگ) میں ایک جلسہ سے خطاب کرنے تشریف لانا تھا، ان کے والد مولانا احمد یار صاحب (فاضل دیوبند) نے ملازم کو گھوڑی دے کر بھیجا کہ آپ کو ریلوے اسٹیشن سے لے کر آئیں، ملازم نے ریل گاڑی کی ایک ایک سواری کو بغور دیکھا اس کا اندازہ تھا کہ مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ امیر مجلس تحفظ ختم نبوت رواجی قسم کے امیر ہوں گے، عالمانہ قیمتی لباس، محبوبانہ وضع قطع، خطیبانہ چال ڈھال، بھاری بھر کم شخصیت جن کے ساتھ ایک ملازم نما طالب علم ہوگا جو ان کا بریف کیس اٹھائے آتا ہوگا، خوبصورت رنگ دار قیمتی عینک انہوں نے لگا رکھی ہوگی، ان کے جسم سے تازہ تازہ چھڑکے ہوئے پاؤڈر کی خوشبو آرہی ہوگی جو انہوں نے گاڑی سے اترنے سے ذرا پہلے گاڑی کے حمام میں جا کر چھڑکا ہوگا اور وہ دوری سے گھوڑی والے ملازم پر برسنا شروع کر دیں گے کہ انہیں اس تک پہنچنے میں زحمت اٹھانا پڑی، وہ خود انہیں لینے اندر اسٹیشن تک کیوں نہیں آیا، سواری والے ملازم کو جب کوئی ایسی مافوق البشر شخصیت نظر نہ آئی تو وہ پریشان کھڑا رہا، مولاناؒ نے قرائن سے پہچان لیا کہ وہ لینے تو انہیں ہی آیا ہے مگر اس سے یہ کہا جائے کہ آپ ہی مولانا محمد علی جالندھری ہیں تو وہ مانے گا نہیں، اگرچہ آپ اس پر بیچ قسم بھی کھائیں، کیونکہ کئی روز کے مسلسل تبلیغی سفر کی بدولت آپ کا ایک ہی کپڑوں کا جوڑا میلا ہو چکا تھا، بلکہ کرتہ تو پھٹ کر بوسیدہ ہو چکا تھا، آپؒ اس کے قریب گئے، سلام کیا اور فرمایا: بھائی تم کہاں سے آئے ہو، کسے لینے آئے ہو؟ اس نے کہا: مولانا محمد علی جالندھری کو لینے آیا ہوں، انہوں نے ہمارے گاؤں پیرو میں تقریر کرنی ہے، آپؒ نے کہا: ''دیکھو مولانا تو آئے نہیں، تم مجھے لے چلو تمہیں ثواب ملے گا، میں نے بھی تقریر سننے تمہارے گاؤں جانا ہے۔'' وہ کبھی آپؒ کے من موہنے چہرہ کو دیکھتا تو کبھی آپؒ کی فقیرانہ وضع قطع کو، آخر کار وہ آمادہ ہوگیا، مگر خود زین والے حصہ پر اور آپ کو پیچھے گھوڑی کی ننگی پیٹھ پر بٹھالیا۔ جب گاؤں پہنچے تو والد محترم حال اسے مارنے تک آئے کہ ظالم تم نے مولانا کو پیچھے یوں بٹھایا ہوا ہے، اب تو اس کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی، مگر اسے اعتبار نہیں آتا تھا اور وہ بار بار کہہ رہا تھا مجھے تو آپ نے مولانا محمد علی جالندھری کو لانے بھیجا تھا، بھلا! مولانا ایسے....؟ آپ نے فرمایا: بھائی! اس کا قصور نہیں، قصور تو میرا ہی ہے، میں نے اسے اپنا نام نہیں بتایا تھا، یہ تو اس کا احسان ہے جو مجھے اجنبی سمجھ کر بھی اپنے ساتھ لایا۔

حاجی احسان الحق میرٹھی، سابق ناظم مدرسہ امداد الاسلام میرٹھ راوی ہیں:

تقسیم سے قبل غالباً ۱۹۴۴ء میں مدرسہ کی انتظامیہ کے تحت سیرت النبی کے جلسہ کی تجویز ہوئی، لاہور دفتر میں خط لکھا کہ آپ ایک اچھا مقرر جسے سیرت پر مکمل عبور ہو بہتر ہے کہ دیوبند سے فارغ ہو بھیج کر ممنون فرمائیں۔

جواب آیا تاریخ مقررہ پر مولانا محمد علی جالندھری فلاں گاڑی پر پہنچ جائیں گے، تاریخ مقررہ پر ہم لوگ اسٹیشن پر گئے خیال یہ تھا کہ مولانا محمد علی قد آور شخصیت، جبہ پوش، بارعب آدمی ہوں گے، گاڑی آئی تو ہمارا خیالی بزرگ کوئی سامنے نہ آیا، مسافر تقریباً سب جاچکے، اچانک ایک آدمی پر نظر پڑی دو پلی ٹوپی، میلا سا کرتہ، تہبند باندھے، یوں معلوم ہوتا جیسے پنجاب کا کوئی دیہاتی ہو، ہم نے سلام کے بعد پوچھا جناب! آپ کہاں سے تشریف لائے؟

قارئین اور جماعتی احباب متوجہ ہوں

قارئین اور دیگر جماعتی احباب سے اپیل ہے کہ قادیانیوں کی شرانگیز سرگرمیوں اور ان کی ارتدادی تبلیغ کی اطلاع ملتے ہی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی دفتر کو اس سے آگاہ کریں تاکہ قادیانیوں کی اس فتنہ انگیزی کا بروقت سدباب کیا جاسکے اور مسلمانوں کے ایمان کو بچایا جاسکے۔

فرمایا: ''لاہور سے حاضر ہوا ہوں'' پوچھا اسم گرامی؟ فرمایا: ''مجھے محمد علی جالندھری کہتے ہیں۔ میرٹھ کے کچھ بزرگوں کا دفتر احرار میں گرامی نامہ پہنچا تھا کہ مدرسہ امداد الاسلام میں سیرت کا جلسہ ہے کوئی آدمی بھیجا جاوے، جماعت نے مجھے حکم دیا، حاضر ہو گیا ہوں۔''

حاجی صاحب فرماتے ہیں ہم نے محض اخلاقاً کہا آیئے تشریف لایئے! ہم نے ہی آپ کو تکلیف دی ہے، لیکن ہم سخت پریشان کہ احرار والوں نے ہمارے ساتھ زیادتی کی، جلسہ سیرت النبی کا اور یوپی کا شہر، ایک دیہاتی آدمی کیا کرے گا؟ پھر وضع قطع کے لحاظ سے بارعب شخصیت ہوتی تو شاید کچھ بات بن جاتی، ہم سخت پریشان ہوئے۔ باہمی تنہائی میں مشورہ کے لئے بیٹھے کہ کوئی عذر کر کے مولوی صاحب کو واپسی کا ٹکٹ لے کر دے دیا جائے اور جلسہ ملتوی کر دیں، یہ اس سے اچھا ہے کہ اسٹیج پر توہین ہو لیکن بعض دوستوں کی رائے یہ ہوئی کہ ظاہری حالت کو چھوڑیئے، لاہور سے ایک ذمہ دار جماعت جس کا ہندوستان میں مقررین کے لحاظ سے طوطی بولتا ہے، ایک نا تجھ کو کیسے یوپی میں بھیجتی، اب جو ہو سو ہو، جلسہ ملتوی نہ کیا جاوے، کھانا کھایا، باتیں بھی مولوی صاحب سے کرتے رہے لیکن ہمارے دل پریشان۔

آخر ایک موقع پر علمائے دیوبند کا کسی انداز میں ذکر خود چھیڑا، حضرت شاہ صاحبؒ، حضرت مدنیؒ، حضرت تھانویؒ کے اسمائے گرامی کا تذکرہ ہوا، مولانا نے گفتگو میں حصہ لیا تو ہم حیران ہوئے لیکن ابھی تک مطمئن نہیں تھے۔ یہ خیال کیا کہ یہ ضروری نہیں کہ آدمی نشست میں مدلل گفتگو کرلے تو وہ اسٹیج پر بھی بہادر ہو۔ بہرحال جلسہ گاہ میں پہنچے، تلاوت و نظم کے بعد مولانا کا نام سامنے آیا، خطبہ پڑھا تو ایک دفعہ پھر سابقہ پریشانی عود کر آئی کہ یہ شخص خطبہ بھی کسی سلیقہ سے نہیں پڑھ سکتا، ہم باہمی گھسر پھسر کر رہے تھے، پانچ منٹ بمشکل سے گزرے ہوں گے کہ پورا مجمع مولانا کے قبضہ میں تھا، ہماری پریشانی آناً فاناً کافور ہوگئی، پھر کیا تھا قرآن و حدیث، تاریخی واقعات اور خداداد بلکہ الہامی بیان مولانا کا سن کر لوگ عش عش کر رہے ہیں۔ ڈھائی گھنٹے مولانا نے تقریر کی، ہم اپنی سابقہ غلطی پر اندر ہی اندر نادم ہوتے رہے بلکہ اپنی بے وقوفی پر پریشان۔

عوام کا یہ تاثر تھا کہ مولانا نے سیرت بیان کر کے حق ادا کر دیا، ایسے علوم اور یہ انداز بیان، یہ محض اللہ کا کرم مولانا پر ہے، اختتام جلسہ پر اعلان کیا گیا کہ مولانا کی کل بھی اسی جگہ تقریر ہوگی، لیکن مولانا نے فرمایا: ''میں ایک جماعت کے ساتھ منسلک ہوں جماعت کا ایک دن تھا جو پورا ہو گیا، اب دوسری جگہ جانا ہوگا'' لیکن ہم نے عوام کو یقین دلایا کہ ہم لاہور میں رابطہ کر کے اجازت حاصل کر لیں گے، لوگ مصر تھے کہ کل تقریر ضرور ہو، اسی وقت ڈبل چارج برداشت کر کے واپسی تار لاہور دیا اور بڑی لجاجت سے اجازت لی، مولانا کو رات نہ چلنے دیا کہ اگر اجازت نہ ملی تو صبح چلے جانا، صبح گاڑی سے قبل لاہور سے تار مل گیا، اگلے روز کل سے کہیں زیادہ پبلک تھی اور مولانا کا بیان ایک تاریخی تھا۔

اگر ہمارے اختیار میں ہوتا تو ایک مہینہ مولانا کی تقاریر کرواتے تاکہ سیرت کے مفہوم سے لوگ آشنا ہو جاتے۔ اس سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ میدان خطابت میں ان کا کیا مقام تھا اور ہر موضوع کا وہ کس طرح حق ادا کرتے تھے۔ ☆☆

صاحبزادہ مولانا عبدالجلیلؒ کی رحلت

مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ

صاحبزادہ عبدالجلیلؒ صحیح معنوں میں عالم ربانی تھے۔ حق تعالیٰ شانہ نے آپ کو خوبیوں کا مجموعہ بنایا تھا۔ آپ کا آبائی تعلق کوئٹہ کے مضافات سے تھا۔ برسوں پہلے اپنے بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت کے لئے شیر پاؤ کالونی کراچی میں آ کر آباد ہوگئے، یہاں آپ کو مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ کا پڑوس بھی میسر آیا، کچھ عرصہ بعد گرین پارک سٹی قائد آباد لانڈھی میں مستقل رہائش اختیار کرلی۔

مولانا عبدالجلیل صاحبزادہ کے نام سے مشہور تھے۔ علامہ اقبال مرحوم نے اپنی ایک کتاب میں جو کہ لاہور سے شائع ہوئی ہے لفظ ''صاحبزادہ'' کی تحقیق کی ہے، اس کے مطابق جس خاندان میں سات پشتوں سے علماء چلے آتے ہوں، اس کو اخونزادہ کہتے ہیں اور جس میں سات نسلوں سے زیادہ علماء کا سلسلہ ہو تو وہ صاحبزادہ کہلاتے ہیں۔ مولانا عبدالجلیلؒ کا شجرۂ نسب اہل علم کی اولاد ہونے کے ناطے ملا خوشحال سے جا ملتا ہے۔ صاحبزادہ صاحب نے بھی اپنے بیٹوں اور پوتوں کو عالم دین بنانے کا خاص اہتمام کیا۔ بچوں کی دینی تعلیم کے سلسلہ میں بہت فکر مند رہتے تھے اس کا نتیجہ ہے کہ آپ کی اولاد میں عالم، مفتی اور حافظ قرآن بچے، بچیاں ہیں۔

صاحبزادہ عبدالجلیل بہت اچھا علمی ذوق اور مطالعہ کا شوق رکھتے تھے۔ آپ کی ذاتی لائبریری میں ہزاروں کتب آپ کے زیر مطالعہ رہتی تھیں۔ ہفت روزہ ختم نبوت، ماہنامہ لولاک اور دیگر دینی رسائل باقاعدگی سے منگواتے تھے۔ آخری عمر میں ڈاکٹروں نے مطالعہ سے روک دیا تھا، مگر آپ پھر بھی علمی پیاس بجھا لیتے تھے۔

۲۸ شوال ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۵ ستمبر ۲۰۱۲ء کو آپ نے ۷۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ رضا و رضوان کا معاملہ فرمائے اور آپ کے پسماندگان کو آپ کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین۔ ☆☆

مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت اور اس کا انجام

مولانا قاضی احسان احمد

ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک امت مسلمہ قرآن وسنت، متواتر احادیث، صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، ائمہ مجتہدینؒ، فقہاء و محدثینؒ کی تصریحات اور اجماع امت کی روشنی میں اس عقیدہ پر گامزن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ رب العزت کے آخری نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا، خواہ وہ مسیلمہ کذاب کی طرح کلمہ گو ہو، یا وہ عقیدہ ختم نبوت کا کھلم کھلا منکر ہو یا مسیلمہ کذاب کی طرح یہ کہتا ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چھوٹے چھوٹے نبی آسکتے ہیں یا سجاح بنت حارث کی طرح یہ کہتا ہو کہ مردوں کی نبوت ختم ہوچکی ہے اب عورتیں نبی بن سکتی ہیں یا آنجہانی جہنم مکانی مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح اس بات کا مدعی ہو کہ غیر تشریعی، ظلی، بروزی اور امتی نبی آسکتا ہے وہ دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا جائے گا۔

آیئے اس اصول کی روشنی میں مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی نبوت ملاحظہ فرمائیں:

۱:... ''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔''

(دافع البلاء ص:۱۱، خزائن ج:۱۸، ص:۲۳۱)

۲:... ''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔'' (ملفوظات ج:۱۰ ص:۱۲۷)

۳:... ''میں رسول اور نبی ہوں، یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔''

(نزول مسیح ص:۳، خزائن ج:۱۸، ص:۳۸۱)

قارئین کرام! مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب ''حقیقت الوحی'' ص:۷۲، خزائن، ج:۲۲، ص:۳۸۱ کے حاشیہ پر یوں لکھا ہے:

۴:... ''خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں.... اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا میں مظہر اتم ہوں، یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں۔''

وہ بھولے بھالے مسلمان اور قادیانیت سے ناواقف قادیانی، جنہیں مرزائی پارٹی مرزا غلام احمد قادیانی کے ان کفریہ عقائد پر مبنی حوالہ جات سے دور رکھے ہوئے ہے، غور فرمائیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی تحریرات کے آئینہ میں دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس کی پیروی کرکے اپنے آپ کو ہاویہ میں نہ گرائیں بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن تھام لیں اور کامیابی کی راہ پر چلیں، اللہ تعالیٰ توفیق کامل نصیب فرمائے۔ آمین۔

قارئین کرام! مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی نبوت آپ نے ملاحظہ فرمائے، اب ایک قادیانی دجل ملاحظہ ہو، جسے عام طور پر قادیانی نہایت سادگی کے ساتھ پیش کرکے معصوم مسلمانوں کو دھوکا اور شک میں مبتلا کرنے کی مذموم کوشش کرتے ہیں۔

قادیانی دجل اور اس کا شافی حل:

قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت اور مرزا قادیانی کو سچا ثابت کرنے کے لئے قرآن کریم کی ایک آیت کو بطور استشہاد کے پیش کرکے دجل کرتے ہیں:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''ولو تقول علینا بعض الا قاویل، لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین....'' (الحاقہ:۴۴)

ترجمہ: ''اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف سے کچھ باتیں گھڑ کر منسوب کرے تو ہم ان کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے، پھر ہم اس کی شہ رگ کاٹ دیتے۔''

مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرکے آدمی زندہ نہیں رہ سکتا، مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی زندگی میں کئی الہامات پیش کئے جن کا عرصہ تقریباً ۲۳ سال بنتا ہے، مگر مرزا قادیانی کو کچھ نہیں ہوا، معلوم ہوا کہ مرزا اپنے دعاوی میں سچا تھا، اگر جھوٹا ہوتا تو اس پر خدائی پکڑ آتی اور اس کی بھی شہ رگ کاٹ کر ذلیل و رسوا کیا جاتا، یہ ہے قادیانی دجل۔

جواب اس دجل کا یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو ایک منٹ کی بھی مہلت اور چھوٹ نہیں ملی، قادیانی ۲۳ سال کی بات غلط کرتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نبوت کا دعویٰ کرتا پھر اس سے انحراف کرلیتا، کبھی اپنے آپ کو ظلی نبی کہتا، کبھی بروزی نبی، کبھی تشریعی اور

کبھی غیر تشریعی نبی کہتا تھا۔

مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعاوی میں خود شک وشبہ میں مبتلا تھا جس کو یقین ہی نہیں تھا، چنانچہ اس کا بیٹا مرزا محمود کہتا ہے کہ: ”۱۹۰۱ء تک حضرت صاحب کو یہ ہی نہیں پتا چلا کہ نبی کسے کہتے ہیں۔“ غور فرمائیں جو خود مدعی نبوت ہے اس کو یہی نہیں معلوم کہ نبی کسے کہتے ہیں۔

اب ۱۹۰۱ء میں مرزا قادیانی نے کھل کر یہ دعویٰ کیا کہ میں نبی ہوں، اب غور فرمائیں کہ ۲۳؍مئی ۱۹۰۸ء کو ”اخبار عالم“ کے نام سے ایک پرچہ شائع ہوتا تھا، اس میں خبر شائع ہوئی کہ: ”تقدس مآب مرزا صاحب نے اپنی نبوت کا انکار کردیا۔“ مرزا قادیانی کی کسی سے گفتگو ہوئی تو کہا کہ ”میں تو نبی نہیں ہوں، ایسے ہی مولوی مجھے بدنام کرتے ہیں، میں نے تو نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔“ ۲۳؍مئی ۱۹۰۸ء کا یہ ”اخبار عالم“ کا پرچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے دیکھا تو اس نے اخبار کے ایڈیٹر کو خط لکھا کہ: آپ نے ۲۳؍مئی کے پرچے میں یہ لکھا ہے کہ گویا میں نے اپنی نبوت سے انکار کردیا ہے، یہ صحیح نہیں۔ ”ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں اور میں اس دعویٰ پر قائم ہوں جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔“

ایڈیٹر ”اخبار عالم“ نے مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ خط ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کو شائع کردیا، اللہ کی قدرت فیصلہ ربانی آ پہنچا، ادھر صبح اخبار چھپ کر آیا۔ مرزا قادیانی کا اعلان نبوت سامنے آیا، ادھر قہر خداوندی مرزا غلام احمد قادیانی پر نازل ہوا، ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء ہی کے دن دس بجے وبائی ہیضہ کا شکار ہوکر جہنم واصل ہوگیا۔ قرآن کریم کا اعلان حرف بحرف مرزا قادیانی پر ہی ثابت ہوا اللہ تعالیٰ نے جھوٹے مدعی نبوت کو افترا پردازی کے جرم میں جہنم رسید کردیا۔

☆☆..........☆☆

ہمارے دم قدم سے ہے خیابانوں میں رعنائی

ہمارا دم غنیمت ہے کہ تم نے زندگی پائی
ہمارے خون کا صدقہ گلستاں میں بہار آئی
بہائیں گے لہو اپنا ہم آزادی کی راہوں میں
خدا شاہد ہے ہم نے دار پر چڑھ کر قسم کھائی
اسی خاطر زمانے کا چلن نالاں رہا ہم سے
کہ ہم سے ہو نہیں سکتی زمانے کی پذیرائی
خداوندانِ لندن اس لئے روٹھے رہے ہم سے
درِ باطل پہ ہم سے ہو نہیں سکتی جبہ سائی
فقیروں میں رہے ہیں اور فقیرانہ گزاری ہے
قدم لیتی رہی گرچہ زمانے کی شہنشاہی
ہمارے راستہ میں قفس کی یہ تتلیاں کیا ہیں
جہاں دار و رسن ہیں ہم اسی منزل کے ہیں راہی
ہمیں جانباز رونق ہیں تمہارے آستانے کی
ہمارے دم قدم سے ہے خیابانوں میں رعنائی

جانباز مرزاؒ

REGD. NO. SS-160

جنت میں گھر بنائیے!

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کے زیرِاہتمام تعمیر ہونے والی جامع مسجد اقصیٰ

سیکٹر ۱۷۔بی، شاہ لطیف ٹاؤن کراچی، کا تعمیراتی کام تیزی سے جاری ہے

آئیے۔۔۔اس صدقہ جاریہ میں شامل ہو کر آخرت کی لازوال نعمتیں حاصل کیجئے

رابطہ: 0300-9899402 ، 0321-2277304